بقیع
SEPTEMBER 2022
339
Regd. # MC-1177

الفَرقُ الوَجیْز

بَیْنَ السُّنِّیِ العَزِیْز والوَہابِی الرَّجِیْز

یَعنی

سُنِّی اَور وَہابی کا فرق

تصنیف

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی: ۱۳۴۰ھ)

تحقیق و تخریج و تحشیہ

محمد طفیل احمد مصباحی مدظلہ العالی

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

الفَرقُ الوَجیْز بَیْنَ السُّنِیِّ العَزِیْز وَالْوَھَابِی الرَّجِیْز

یعنی

سُنی اور وہابی کا فرق

از

اعلیٰ حضرت، مُجدّد دین وملت امام احمد رضا خاں مُحدّث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(متوفی: ۱۳۴۰ھ)

تحقیق، تخریج وتحشیہ

علّامہ محمد طفیل احمد مصباحی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں۔

کتاب : سنی اور وہابی کا فرق

"اَلْفَرْقُ الْوَجِیْز بَیْنَ السُّنِّیِ الْعَزِیْز وَالْوَھَابِی الرَّجِیْز"

تصنیف : اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تحشیہ : مولانا محمد طفیل احمد مصباحی مدظلہ

اشاعت اوّل : ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ / فروری ۲۰۱۵ء

(شعبہ نشرواشاعت، سنی علماء تنظیم، کٹیہار، بہار، انڈیا)

اشاعت ثانی : صفر المظفر ۱۴۴۴ھ / ستمبر 2022ء

تعداد : 4500

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون:021-32439799

خوشخبری : یہ رسالہ www.ishaateislam.net

پر موجود ہے

فہرست مضامین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
1	پیش لفظ	6
2	دعائیہ کلمات	7
3	تقریظ جلیل	8
4	حرفِ چند	11
5	عرضِ مُحشّی	14
6	اللہ عزّوجل زمان ومکان سے پاک ہے	32
7	اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے	33
8	قرآن واحادیث سے دیدارِ الٰہی کا ثبوت	33
9	اقوالِ ائمہ سے ثبوت	34
10	اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ	35
11	صفاتِ الٰہی قدیم اور غیر حادث ہیں	36
12	اللہ تعالیٰ کے لئے کذب اور جملہ عیوب محال بالذات ہیں	37
13	اللہ تعالیٰ کے لئے جہل ممکن بتانے والوں پر کفر لازم ہے	39
14	کلامِ الٰہی ازلی، ابدی، غیر مخلوق اور ناممکن الانفکاک ہے	40
15	دنیا میں اللہ عزّوجلّ سے کلامِ حقیقی ممکن نہیں	42
16	انبیائے کرام وملائکہ عظام کو ماننا جزوِ ایمان ہے	42
17	حضور ﷺ کی تعظیم وخیال کے بغیر نماز مکمل اور تمام نہیں ہوتی	43
18	جملہ انبیائے کرام علیہم السلام حیات حقیقی دنیاوی کے ساتھ	44

	زندہ ہیں	
19	عظمتِ الٰہی کے بعد تمام جہان سے بڑھ کر انبیائے کرام عظمت کے حامل ہیں	46
20	رسول اللہ ﷺ کو خدا کہنا کفر ہے	47
21	انبیائے کرام کے تصرفات واختیارات	49
22	اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کے دلائل	49
23	انبیائے کرام واولیائے عظام کے تصرفات بعد وصال بھی جاری ہیں	50
24	انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کا شرعی حکم	52
25	انبیائے کرام وملائکہ عظام معصوم ہیں	55
26	نبی کی وساطت کے بغیر غیر نبی کو احکامِ شرعیہ کا پہچاننا محال ہے	57
27	نبی کریم ﷺ کے علوم کی وُسعت	60
28	ختمِ نبوت کی بحث اور دلیل	60
29	ختمِ نبوت کے باعث قیامت تک کے لئے نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے	63
30	ایک ضروری وضاحت	64
31	کراماتِ اولیاء حق ہیں	66
32	کراماتِ اولیاء کا ثبوت	66
33	نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا ثبوت	67
34	شفاعتِ رسول ﷺ کے لئے تائب ونادم ہو کر مرنا شرط نہیں ہے	68

35	اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام کو بھی بہت سارے علومِ غیب عطا فرمائے	68
36	علمِ غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ سے نہ ماننا گمراہی و بد دینی ہے	69
37	حضور ﷺ کے علومِ غیبیہ کو زید و عمرو، صبی و مجنون اور بہائم سے تشبیہ دینا کفر ہے	71
38	شفاعت بالمحبت اور شفاعت بالوجاہت سے مولوی اسماعیل کا انکار	72
39	ہمارے نبی ﷺ قیامت کے دن شفاعت کے لئے باذنِ الٰہی متعین ہیں	73
40	اہلسنّت کے نزدیک کفر کے سوا سارے گناہوں کی مغفرت مشیت الٰہی پر موقوف ہے	74
41	اللہ تعالیٰ کو گناہ کی سزا دینا ضروری نہیں	76

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیر نظر رسالہ:"اَلْفَرْقُ الْوَجِیْز بَیْنَ السُّنِّی الْعَزِیْز وَالْوَهَابِی الرَّجِیْز" امام اہلسنّت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا عقائد کے بیان میں ایک مختصر مگر اپنے عنوان کے اعتبار سے جامع رسالہ ہے۔ امام اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس رسالہ میں اہلسنّت وجماعت کے عقائدِ حقہ کو اختصار کے ساتھ ذکر فرمایا اور دلائل وجزئیات سے قطع نظر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علّامہ طفیل احمد رضوی مصباحی زید علمہ کو توفیق مرحمت فرمائی۔ آپ نے وقت کی ضرورت کے اعتبار سے معتمد و مستند کُتب سے دلائل اور جزئیات کو نقل فرما کر وہ بنیادیں فراہم کردی ہیں کہ اب کسی مخالف کا انکار ضد، ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں اور یہ موصوف کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔

حوالہ جات کی تخریج اور تحقیق آپ کے وسعتِ علمی پر دال ہے۔ یہ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ / فروری ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی۔ اب حضرت علّامہ مولانا اللہ رحم زید علمہ کے توجہ دلانے پر عرسِ امام اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مناسبت سے ادارہ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان بھی اپنے سلسلہ اشاعت 339 میں شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا ﷺ کے طفیل مصنّف، مترجم اور جملہ معاونین واشاعت کاران کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی دینی وعلمی خدمات میں روزافزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

فقط

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم الحدیث و دار الإفتاء بجامعة النور

جمعية اشاعة اهل السنة (پاکستان)

دعائیہ کلمات

تاج الشریعہ حضرت علّامہ اختر رضا خاں ازہری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الفرق الوجیز" اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کا ایک مختصر اور جامع رسالہ ہے جس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے نہایت اختصار اور جامعیّت کے ساتھ اہلسنّت وجماعت کے عقائدِ حقہ کا بیان فرمایا ہے چونکہ اختصار ملحوظِ خاطر تھا اس لئے دلائل اور جزئیات سے قطع نظر فرمایا۔

مولیٰ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا طفیل احمد رضوی مصباحی کو انہوں نے وقت کے تقاضے کے مطابق مُعتمد کُتب سے اِن دلائل اور جزئیات کو نقل کرکے اس کارِ خیر کو انجام دیا اور ساتھ ہی پوری کتاب کی کمپوزنگ کرواکے خوب صورت انداز میں شائع کیا۔

اللہ تعالیٰ اِن کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ أکمل الصلاۃ وأکرم التسلیم

قال بفمہ وأمر برقمہ

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ القوی

۷ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ

تقریظِ جلیل

محقق عصر حضرت علّامہ مفتی محمد معراج القادری دام ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً

زیر نظر رسالہ "الفرق الوجیز بین السنی العزیز والوھابی الرجیز" درحقیقت عقائدِ اہلسنّت کا ایسا مستند صحیفہ ہے جس کی ہر سطر بلکہ ایک ایک جملہ سند و حُجت کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ رسالہ اس مُسلّم الثبوت شخصیت کے قلم کا شہ کار ہے جس کی ذات بابرکت دنیائے سنیّت کے لئے مشعلِ راہ اور منارۂ نور ہے اور جس کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" اور "اشداء علی الکفار" جس کا فطری مزاج اور فکر تھی۔

یوں تو ہر دَور میں احقاقِ حق وابطالِ باطل کے تقاضے تھے، ہمارے اسلاف بیدار تھے، مذہب و ملّت کے تحفظ و فروغ کے لئے غیر معمولی جدوجہد اور قربانیاں دیں، اپنی قیمتی زندگی کا لمحہ لمحہ وقف کردیا، حالات و زمانے کے تقاضوں پر عمل کر کے ملّتِ اسلامیہ کی کشتی، بحفاظت تمام ساحل پر لگانے کی کامیاب کوششیں کیں۔ وہ دواعی و مُحرکات آج بھی موجود ہیں تو پھر آج ردِّ بد مذہباں سے اغماضِ نظر کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ فاصلے اور دُوریاں ختم کردینا، غمی اور خوشی کی ہر تقریب میں شریک ہونا، ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونا اور ان سے تعلقات اور یارانہ رکھنا، بعض اربابِ فکر و نظر کا یہ شیوہ حکمت و مصلحت سے کافی دُور نظر آتا ہے۔

آج ہمارے مذہبی حریف ہمارے عوام کی ایمانی قوت کمزور کرنے اور ڈاکہ ڈالنے کے ہر ہتھکنڈے بروئے کار لارہے ہیں اور ہم ہیں کہ بجائے دفاع کے عملاً اختلاط کی دعوت دے رہے ہیں۔ عوامِ اہلسنّت اس سے کس طرح کا درس لیں گے اور ان کی زندگی پر کس طرح کے نتائج مرتّب ہوں گے، یہ اہلِ نظر سے مخفی نہیں۔

زیرِ نظر تصنیفِ لطیف "الفرق الوجیز..... سنی اور وہابی کا فرق" میں عقائدِ حقّہ صحیحہ مُرجّحہ نہایت واضح انداز میں بیان کئے گئے ہیں بلکہ کہیں کہیں ایسا جامع طرز اختیار کیا گیا ہے جس سے بدمذہبوں کے فاسد نظریات وافکار کا ردّ بلیغ واضح طریقے پر ہوتا نظر آتا ہے۔ کتاب میں مُثبت انداز اختیار کیا گیا ہے کہ مقصود صرف عقائد کا اظہار وبیان ہے۔ مُحشی کتاب عزیزم مولانا طفیل احمد مصباحی زید مجدہ نے ان دعاوی پر دلائل وبراہین کی وہ بنیادیں فراہم کردی ہیں کہ اب کسی بھی مخالف کا انکار ضد وہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔ مُحشی موصوف کا یہ بڑا قابلِ قدر علمی کارنامہ ہے۔ صاحبانِ قرطاس وعلم کی طرف سے یہ ضرور مبارک باد کے مستحق ہیں۔

حوالوں کی تخریج اور عربی عبارات کا ترجمہ حاشیہ نگار کی وسعتِ علم و مطالعہ اور علمی لیاقت پر واضح علامت ہے۔ میں نے متعدّد مقامات سے ترجمہ دیکھا، سہل وسلیس، دل نشیں اور شُستہ پایا۔ قارئین کرام خود مشاہدہ فرمائیں گے۔

حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی سلّمہ القوی اپنے معاصر نوجوان علماء میں پختہ قلمکار، بالغ نظر، باصلاحیت، محنتی اور نہایت خوش مزاج عالمِ دین ہیں۔ تصنیف و تالیف سے خاصا ذوق رکھتے ہیں۔ آپ کی کئی علمی کاوشیں اہلِ علم کی خصوصی توجہات

حاصل کر چکی ہیں۔ ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور کے نائب مدیر ہیں۔ آپ کا اداریہ خصوصی دلچسپی کا باعث اور حالات وزمانے کے تقاضے کی عکاسی کرتے ہیں۔ نو پید مسائل آپ کے قلم کا خاص میدان ہے۔ ایک کتاب "موبائل فون کے ضروری مسائل" زیر طباعت ہے جس میں متعلقہ موضوع کے تعلق سے بہت سے ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ آپ کی کتاب "قربانی صرف تین دن" خاصی مقبول ہوئی۔ آپ کا یہ وصف قابلِ ستائش ہے کہ ہر دعویٰ حوالے اور شہادت کی روشنی میں ہوا کرتا ہے اور ایک دو نہیں بلکہ کئی حوالوں سے اپنی باتوں کو مزین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دعا ہے مولیٰ عزّوجلّ آپ کی اس دینی خدمت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور رسالہ ہذا عوام وخواص کے لئے بہترین رونما ثابت ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ أکمل الصلاۃ وأکرم التسلیم

محمد معراج القادری

خادم إفتاء جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

۷ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ

حرفِ چند

پیرِ طریقت حضرت مولانا الحاج عبد الواجد نوری دامت برکاتہم العالیہ

بانی و سرپرست سُنّی علماء تنظیم، کٹیہار، بہار

چودھویں صدی ہجری کی باکمال اور فقید المثال عبقری شخصیت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مُجدّد دین و ملّت، غواصِ بحر شریعت و معرفت الشاہ امام احمد رضا خاں مُحدّث بریلوی کے نام اور کام سے پوری دنیائے عرب و عجم اچھی طرح واقف ہے۔ آپ کی ذاتِ بابرکات سے دین و سُنیت کا فروغ اور علوم و فنون کی ترویج واشاعت کے کارہائے نمایاں وسیع پیانے پر انجام پائے۔ عُلُوم و فنون کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں آپ نے اپنی اجتہادی بصیرت اور فکری مہارت کا ثبوت نہ دیا ہو۔ پچاس سے زائد عُلُوم و فنون پر تقریباً ایک ہزار کُتب و رسائل آپ کے قلمِ اعجاز رقم کی خوب صورت یادگار ہیں۔ اصلاحِ فکر و اعتقاد آپ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو ہے۔

زیر نظر کتاب "الفرق الوجیز..... سنی اور وہابی کا فرق" علمِ کلام کے چند بنیادی مُباحث اور اہلسنّت و جماعت کے ضروری عقائد پر مشتمل ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قُدّس سرہ کا یہ گراں قدر رسالہ اصلاحِ فکر و اعتقاد کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ رسالے کی حیثیت متن کی تھی مگر مُحبِ گرامی حضرت مولانا محمد طفیل احمد مصباحی، سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی) نے دلائل و جزئیات اور موضوع سے متعلق ابحاث پر سیر حاصل گفتگو کر کے اسے شرح اور

مزید قابلِ قدر اور مفید تر بنادیا ہے۔ اللہ عزّوجل انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

فقیر راقم الحروف اور دیگر احباب کی سعی پیہم سے دین وسنیت کی ترویج و تبلیغ، مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت اور اہلسنّت و جماعت کی قیادت وسیادت کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے "سنی علماء تنظیم "کٹیہار وجود میں لائی گئی ہے۔ تنظیم کے جملہ اغراض و مقاصد میں ایک اہم مقصد کتابوں کی نشر واشاعت اور انہیں عوام تک پہنچانا بھی ہے۔

آسمان چُھوتی مہنگائی کے اِس دَور میں کسی تنظیم کو چلانا اور خاص طور سے دینی کتابوں کی اِشاعت وطباعت کتنا مشکل اور دُشوار کُن مرحلہ ہے، اس سے آپ حضرات بخوبی واقف ہیں۔ تاہم اللہ ربّ العزّت کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اور "سنی علماء تنظیم "کٹیہار کے کارواں کو آگے بڑھاتے ہوئے امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت مُحدّث بریلوی قُدس سرہٗ کی اس کتاب کو آپ حضرات کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے ہم بے پنا فرحت وانبساط محسوس کررہے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضلِ خاص اور نبی اکرم ﷺ کی چشمِ عنایت سے ہم اپنی منزل کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔

اگر آپ حضرات کا تعاون شاملِ حال رہا تو ہم اسی طرح دیگر اسلامی اور دینی کتابیں بھی آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد حضرت مولانا قاری

سہیل احمد رضوی نعیمی بھاگل پوری کی کتاب "شبِ براءت کے فضائل و معمولات" آپ کے ہاتھوں میں ہو گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضراتِ محترم! "سنی علماء تنظیم کٹیہار" آپ کی ہے۔ اسے فروغ دینا اور اس کی ضروریات کو پورا کرنا آپ کا دینی فریضہ ہے اور ملی تقاضا بھی۔ ہم آپ کی دینی غیرت اور ملی حمیت کو آواز دیتے ہیں اور اس کے ہر ممکنہ تعاون کی آپ حضرات سے درخواست کرتے ہیں۔

گواہ رہنا کہ آوازِ خیر دی ہم نے　　　یہ اختیار ہے لبیک تم کہو نہ کہو

امیدوارِ کرم

بندۂ احقر عبد الواجد نوری

بانی و سرپرست سنی علماء تنظیم، کٹیہار (بہار)

خطیب و امام بارہ بھائی مسجد، ناسک (مہاراشٹر)

موبائل نمبر: 0936848537

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

عرضِ مُحشّی

محمد طفیل احمد مصباحی

نائب مدیر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

نبوت ورسالت اس ربانی ادارے کا نام ہے جو بنی نوع انسان کی ہدایت و سعادت کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ انبیاء ومُرسلین کا نورانی قافلہ مختلف عہد میں مختلف خطۂ ارض پر اس لئے نمودار ہوتا رہا تاکہ بندگانِ خدا کو دین ودنیا کی ہدایت ملے اور وہ ابدی سعادتوں سے مالامال ہوسکیں۔

انبیاء ومُرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم کی بعثت طیبہ کا بنیادی مقصد توحید کی تعلیم، اس کے بعد کچھ اور ہے۔ انسان بین وقت ملکوتی اور بہیمی صفات کا حامل ہے۔ خیر اور شر کی جنگ برابر جاری رہتی ہے۔ شر کا پہلو غالب ہو تو انسان شیطان بن جاتا کرتا ہے اور خیر کا پہلو غالب ہو تو انسان قُدسی صفات بن کر رشکِ ملائکہ بن جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی انسان میں شر کا غلبہ ہوا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی ورسول کو بھیج کر خیر کو غالب فرمایا۔

نبی کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: النبي هو انسان بعثه الله لتبليغ أحكامه.

یعنی، نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجا ہو۔

احکامِ الٰہی میں "توحید" مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ منصبِ نبوت ورسالت کی غرض وغایت توحید کی تعلیم لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھانا اور انہیں دین ودنیا کی سعادت سے ہمکنار کرنا ہے۔

ہدایت کے چار مرتبے ہیں۔

(۱)ہدایتِ وجدان (۲)ہدایتِ حواس (۳)ہدایتِ عقل (۴) ہدایت نبوت ورسالت۔

بچہ ابھی شکم مادر سے باہر آیا ہے، اسے کسی قسم کا علم اور تجربہ نہیں ہے اور نہ خارج سے اسے کوئی ہدایت ورہنمائی ملی ہے مگر اس کے باوجود ماں اپنے نومولود بچے کے منہ میں پستان رکھ دیتی ہے اور بچہ زور زور سے چُوسنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ وَجدان کی ہدایت ہے اور ہمارا دیکھنا، چلنا، پھرنا، سننا، چُھونا اور چکھنا یہ حواس کی ہدایت ہے۔ ہدایت عقل جزئیات کو ترتیب دے کر کُلی احکام کا استخراج کرتی ہے۔ آج کے اس سائنسی دَور میں انسان روز بروز ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے، یہ دراصل اسی ہدایت عقل کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ یہاں اس حقیقت کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ایک مرتبہ ہدایت جب عاجز ودرماندہ ہو جاتا ہے تو اس سے بلند مرتبہ ہدایت اس کو سنبھالا اور سہارا دیتا ہے۔ عقل کا دائرۂ کار عالمِ محسوسات تک محدود ہے اور محسوسات کے پس پردہ کیا ہے؟ ہدایتِ عقل اس کے ادراک سے عاجز ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء ومرسلین کو دنیا میں بھیج کر مرتبۂ ہدایت کو مکمل کر دیا۔ ہدایت نبوت ورسالت

سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ہدایت نہیں۔ ہدایت نبوت ہی سے ہمیں توحید کا درس ملا اور اللہ عزّوجلّ کی اُلوہیّت ورَبوبیّت کا علم حاصل ہوا۔

(۱) ایمان واسلام کے لئے کلمہ طیبہ "لا إله الا الله محمدرسول الله" کا صدق دل سے اقرار ضروری ہے۔ کلمہ طیبہ کے دو جز ہیں۔(۱) توحید (۲) رسالت۔ ایمان وعقیدہ اصل ہے اور اعمال اس کی فرع۔ ایمان کے بغیر عمل بیکار ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فقہ اکبر" میں ارشاد فرماتے ہیں: أصل التوحيد ومايصح الإعتقاد عليه يجب أن يقول : آمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والبعث بعد الموت والقدر خيره وشره من الله تعالىٰ.[1]

یعنی، توحید کی اصل اور جس سے ایمان وعقیدہ صحیح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو دل کے مُوافق کر کے یوں کہے: "میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر اور میں ایمان لایا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر، قیامت پر اور میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقدیر کے اچھے اور بُرے ہونے پر۔

کلمہ طیبہ کا پہلا جز توحید ہے، توحید کا مطلب اور توحید کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک مانے، اس کی رَبوبیّت واُلوہیّت کا اعتراف کرے اور

---

(1) شرح فقہ اکبر، ص ٤٤. ٤٩، دار الكتب العلمية، بيروت

صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنا معبود و مسجود جانے اور اس کی ذات وصفات میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے "توحید" کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے: إن حقيقة التوحيد عدم إعتقاد الشريك فى الألوهية أى فى وجوب الوجود وخواصها من تدبير العالم وخلق الأجسام واستحقاق العبادة.(2)

یعنی، توحید کی حقیقت یہ ہے کہ الوہیت یعنی وُجوب وُجود اور اس کے خواص یعنی تدبیر عالم، تخلیق اجسام اور استحقاقِ عبادت میں ایک خدا کے علاوہ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

دین اسلام میں ایمان واعتقاد کی صحت و درستی کے لئے "توحید" بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت مُلّا علی قاری فرماتے ہیں: پورا قرآن توحید اور اہلِ توحید کی تعریف اور شرک واہلِ شرک کے مذمت پر مشتمل ہے۔

فالقرأن كله فى التوحيد وثناءهم وفى شان ذم الشرك وعقوق أهله وجزاءهم.(3)

---

(2) حاشیة مُلا عبدالحکیم علی شرح الدوانی، ص ۱۰

(3) شرح فقه اکبر، ص ۴۳ ، دار الکتب العلمیة، بیروت

مکلّف انسان پر سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت اس لئے ضروری ہے تاکہ "عقیدۂ توحید" دلوں میں راسخ ہو سکے۔ معرفتِ الٰہی پر ہی فرائض و وواجبات کاوُجوب اور منہیّات کی حُرمت متفرع ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی فرماتے ہیں:أول مايجب على المكلف فقال الإمام الأشعري: هى معرفة الله تعالىٰ ، إذ يتفرع عليها وجوب الواجبات وحرمة المنهيات.

توحید یعنی ایمان باللہ کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔

"شرح عقیدۂ واسطیہ "میں ہے:الإيمان بالله يتضمن بأربعة أمور (١) الإيمان بوجوده سبحانه تعالىٰ (٢)الإيمان بربوبيته أى الانفراد بالربوبية (٣) الإيمان بانفراده بالألوهية (٤) الإيمان بأسمائه وصفاته، لا يمكن أن يتحقق الإيمان إلا بذلك .[4]

یعنی، اللہ تعالیٰ پر ایمان یہ چار اُمور سے مُتحقّق ہوتے ہیں: اولاً: اللہ تعالیٰ کے وُجود پر ایمان۔

ثانیاً: اللہ تعالیٰ کی رَبوبیّت پر ایمان، یعنی اللہ تعالیٰ کو رَبوبیّت میں واحد اور تنہا جاننا۔

ثالثاً: اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور کسی کو اس کی ذات میں شریک نہ ٹھہرانا۔

رابعاً: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان۔

ان چاروں کے بغیر ایمان مُتحقّق اور ثابت نہیں ہوتا۔

---

(4) شرح العقيدة الواسطية، ص ٣١، المكتبة التوفيقية، قاهره

توحید اور ایمان باللہ کے لئے یہ چاروں اُمور اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔ اِن میں سے کسی ایک کا فقدان الحاد وزندقہ اور ایمان واسلام کے منافی اَمر ہے۔ ایک شخص ربّ العزّت کے وُجود کو تسلیم کرے مگر اسے واجب الوجود اور قدیم نہ جانے یا اللہ ربّ العزّت کو واجب الوُجود تسلیم کرے لیکن انفراد رُبوبیّت یعنی اس کی وحدانیت (ایک ہونے) میں شک کرے۔ اسی طرح اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک سَہِیم جانے یاسرے سے اس کی ذات وصفات کا انکار کرے تو ایسا شخص عند الشرع کافر ومشرک اور مُلحد وزندیق ہے۔

ایک شخص صحیح معنوں میں مومن وموحد اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ وہ بیت وقت مندرجہ بالا چاروں اُمور پر صدق دل سے ایمان لائے۔ اقرار توحید اور ایمان باللہ کے بعد جو چیز سب سے زیادہ اہم ہے وہ "استقامۃ علیٰ التوحید" ہے۔ توحید پر استقامت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ آخری دم تک توحید، اس کے لوازمات اور اس کے بنیادی تقاضوں پر عمل کرے اور توحید جیسے بلند وبالا مگر نازک ترین منصب کا بہر گام خیال رکھے اور اللہ ربّ العزّت کے حق میں غیر مناسب اور اس کی شانِ ارفع کے خلاف لفظ استعمال نہ کرے یا ایسا عقیدہ نہ رکھے تو شانِ توحید کے خلاف ہو۔

چوں می گویم مسلمانم بہ لرزم   کہ دانم مشکلات لاالٰہ را

بحر الرائق میں ہے: فيكفر إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به أو سخر باسم من أسمائه أو بأمر من أوامره وأنكر وعده أو وعيده أو جعل له شريكا أو ولدا أو زوجة أو نسبه إلى الجهل أو العجز أو النقص.[5]

یعنی، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حق میں غیر مناسب اور اس کی شایانِ شان کے خلاف لفظ استعمال کرے یا اس کے نام اور اس کے کسی حکم کا مذاق اُڑائے وہ کافر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید کا انکار، اس کے لئے کوئی شریک ٹھہرانا یا اللہ تعالیٰ کے لئے ولد (لڑکا) اور بیوی ثابت کرنا یا اللہ تعالیٰ کی جانب جہل، عجز اور نقص ثابت کرنا، یہ تمام باتیں کفر ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حکیم ہے، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل اور کام حکمت سے خالی ہو تو یہ کفر ہے۔

چنانچہ علامہ زین الدین بن نجیم مصری حنفی لکھتے ہیں: ويكفر بقول يجوز أن يفعل الله فعلا لا حكمة فيه.[6]

ان تمام باتوں کی تصریح "فتاویٰ عالمگیری" میں بھی ہے۔[7]

---

(5) البحر الرائق، ٥/ ٤٠٤، دار الكتب العلمية، بيروت

(6) البحر الرائق، ٥/ ٤٠٣، دار الكتب العلمية، بيروت

(7) الفتاوىٰ الهندية، ٤/ ٤٥٨، زكريا بك ڈپو، ديو بند

اسی طرح اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ "اللہ میاں" یا "اُوپر والا" کہنا ایک مومن مؤحد کو ہر گز زیب نہیں دیتا۔ ایمان بالتوحید کا ایک لازمی تقاضا یہ بھی ہے کہ شانِ اُلوہیّت کے خلاف ہر گز کوئی لفظ زبان پر نہ لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ جلّ مجدہ کی شان میں ایسا لفظ استعمال کرنے سے احتراز لازم ہے۔

دینِ اسلام میں توحید کے بعد رسالت و نبوت کا درجہ ہے۔ رسالت و نبوت پر ایمان کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ تمام انبیاء و مُرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم پر ایمان لے آئیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ جملہ انبیاء و مُرسلین کی عظمتِ شان کا خیال رکھتے ہوئے ان کے حق میں نازیبا کلمات اور توہین آمیز الفاظ استعمال نہ کریں۔ نبوت کے بلند ترین منصب کا حد درجہ پاس ولحاظ رکھیں اور منصبِ نبوت کا بھرپور احترام کریں۔

ایمان کے لئے صرف عقیدۂ توحید ہی کافی نہیں بلکہ نبوت و رسالت کا اقرار اور جملہ انبیاء و مرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم پر ایمان بھی ضروری ہے۔

امام قاضی عیاض اندلسی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: من اعترف بالإلهية والوحدانية ولكنه جحد النبوة من أصلها عموما أو نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم خصوصا أو أحد من الأنبياء الذين نص الله عليهم بعد علمه بذلك فهو كافر بلا ريب.(8)

(8) كتاب الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ٤/ ٤٨٣، برکات رضا، پور بندر

یعنی اگر کوئی شخص وحدانیت والوہیت کا اعتراف کرے (یعنی اللہ کو ایک مانے اور اسے اپنا معبود تسلیم کرے) مگر سرے سے نبوت کا قائل نہ ہو یا خاص طور سے ہمارے نبی جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا منکر ہو یا کسی ایسے نبی کا انکار کرے جن کا نبی ہونا نص سے ثابت ہو اور اسے اس بات کا علم بھی ہو تو ایسا شخص کافر ہے۔

نبوت ورسالت کس قدر جلیل القدر، عظیم الشان، پاک اور بلند ترین منصب ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

وكذلك نكفر من ذهب مذهب بعض القدماء في أن في كل جنس من الحيوان نذيرا ونبيا من القردة، والخنازير والدواب والدود ووغير ذلك، ويحتج بقوله تعالى (وإن من أمة إلا خلا فيها نذير) إذ ذلك يؤدي إلى أن يوصف أنبياء هذه الأجناس بصفاتهم المذمومة وفيه من الإزراء على هذا المنصف المنيف.(9)

یعنی، بعض قُدما کے مسلک کو اپناتے ہوئے کوئی شخص یہ کہے کہ "ہر جنس حیوان مثلاً: بندر، خنزیر، چوپائے اور کیڑے مکوڑے میں ایک نبی اور نذیر ہوتا ہے اور دلیل میں یہ آیتِ کریمہ پیش کرے: "وإن من أمة إلا خلا فيها نذير" تو ایسا شخص کافر ہے، ہم اس کی تکفیر کریں گے کیونکہ ہر جنس حیوان میں نبی تسلیم کرنے سے لازم آئے گا کہ ان تمام اجناس کے انبیاء کو انہیں "صفاتِ مذمومہ سے متّصف کیا جائے اور یہ نبوت جیسے عظیم اور پاک منصب کی توہین ہے۔

---

(9) كتاب الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ٤/ ٤٨٤، بركات رضا، پور بندر

انبیائے کرام کی توہین و تنقیص بہت بڑا جرم ہے۔ دینی عدالت میں ایسے مجرم کی سزا قتل ہے۔ "کتاب الشفا" میں ہے: فیمن شتم الأنبیاء أو أحدا منھم أو تنقصه قتل و لم یستتب.[10]

یعنی، جو شخص کسی نبی کو گالی دے یا ان کی شان گھٹائے، اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "کتاب الخراج" میں ارشاد فرماتے ہیں: أیما رجل مسلم سبّ رسول الله صلی الله علیه وسلم أو كذبه أو عابه أتنقصه فقد كفر بالله و بانت منه زوجته فإن تاب والإقتل وكذاالمرأة.[11]

یعنی، جو مسلمان حضور ﷺ کو گالی دے یا آپ کو جھٹلائے، عیب جوئی کرے یا آپ کی شان گھٹائے وہ کافر ہے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اب اگر ایسا شخص توبہ کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔ یہی حکم مسلم عورت کا بھی ہے۔

علمائے کرام بیان کرتے ہیں کہ توہین کی نیت سے حضور ﷺ کے موئے مبارک کو شعر کے بجائے شُعیر صیغہ تصغیر کے ساتھ کہنا کفر ہے جیسا کہ "بحر الرائق"

(10) کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، ۴/ ۳۰۴، برکات رضا، پور بندر

(11) کتاب الخراج، ص ۱۹۹، المکتبۃ الأزھریۃ للتراث، مصر

میں ہے: واختلف في تصغيره شعر النبي صلى الله عليه وسلم إلا إذا أراد الإهانة فيكفر.(12)

ایسا ہی "فتاویٰ عالمگیری" میں بھی عبارت یوں ہے: ولو قال لشعر النبي صلى الله عليه وسلم شعير يكفر عند بعضهم وعند الآخرين لا إلا إذا قال بطريق الإهانة.(13)

صیغۂ تصغیر چونکہ بالعموم استخفاف کا مُوجب ہوا کرتا ہے، اس لئے حضور سیّد عالم ﷺ سے منسوب چیزوں کی تصغیر سے علماء وفقہاء نے منع فرمایا ہے۔ اسی کُلیہ کے تحت حضورِ پاک ﷺ کو "کملی والے" اور آپ کی چادر مبارک کو "کملی" کہنا ممنوع قرار پایا ہے۔

نسبت سے شے ممتاز ہوتی ہے اور نسبت کے باعث بسا اوقت خاک نشیں انسان عرش نشیں ہو جاتا ہے۔

عام انسان کے بال کو بطورِ اہانت صیغۂ تصغیر کے ساتھ "شعیر" کہنا کفر نہیں مگر حضور سیّد عالم کے موئے مبارک کو توہین کی نیت سے "شعیر" کہنا کفر ہے، کیوں؟ اس لئے کہ نبوت نہایت عظیم اور مہتم بالشان منصب ہے۔ انبیائے کرام سے منسوب چیزیں بھی عظیم اور مہتم بالشان ہوا کرتی ہیں۔

---

(12) البحر الرائق، ۵/ ۲۰۴، دار الكتب العلمية، بيروت

(13) الفتاوىٰ الهندية، ۲/ ۲۶۳، زکریا بک ڈپو، دیو بند

انسان کا پیشاب یا پاخانہ ناپاک ہے اور وہ بھی نجاستِ غلیظہ ہے مگر ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بول وبراز پاک اور طیب وطاہر ہیں۔

اس سلسلے میں عمدۃ المحققین حضرت علامہ شامی قُدِّس سرہ السامی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں: صحح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله صلى الله عليه وسلم وسائر فضلاته ، وبه قال أبو حنيفة كما نقله في المواهب اللدنية عن شرح البخاري للعيني وصرح به البيري في شرح الأشباه .قال الحافظ ابن حجر : تظافرت الأدلة على ذلك .وعد الأئمة ذلك من خصائصه صلى الله عليه وسلم .(14)

یعنی، حضور ﷺ کے بول وبَراز اور دیگر فُضلات پاک ہیں۔ بعض ائمہ شافعیہ نے اس مسئلے کی تصحیح (جائز و صحیح بتانا) فرمائی ہے اور یہی قول امامِ اعظم ابو حنیفہ کا بھی ہے جیسا کہ شارحِ بخاری علامہ عینی سے "المواھب اللدنیہ" میں منقول ہے۔ علامہ بیری نے بھی "شرح اشباہ" میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ "دلائل وشواہد اس کی تائید کرتے ہیں اور ائمہ کرام نے بول وبَراز کی طہارت کو حضور سیّد عالم ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔

یہ ہے نبوت کا مقام اور نبی پاک ﷺ کی عظمت ورفعت کا حال!!!

---

(14) رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الانجاس، ٥٤٣.٥٤٤/١ ، مكتبه زكريا ، ديو بند

مکہ شریف افضل ہے یا مدینہ طیبہ

اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ عاشقِ خیر الوریٰ امام احمد رضا محدّث بریلوی نے اسی اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے معاملہ رَفع دفع کرنے کی کوشش فرمائی ہے:

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد　　ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

بہر کیف! مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کے افضل ہونے میں تو اختلاف ہے مگر زمین کا وہ حصہ جو نبی پاک ﷺ کے جسمِ اطہر سے متّصل ہے وہ پوری روئے زمین سے افضل ہے، اس کے افضل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ علّامہ شامی فرماتے ہیں: ما ضَمَّ أَعْضَاءه عليه الصَّلاة والسَّلام فإِنَّه أفضل مطلقاً حتى من الكَعْبةِ والعَرْش والكُرْسِيّ. (15)

یعنی، وہ حصہ زمین جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضائے شریفہ (جسم پاک) سے متّصل ہے، وہ مطلقاً افضل ہے یہاں تک کہ وہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔

صحیح فرمایا ہے امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ:

لا طيب يعدل تربا ضم أعظمه　　طوبى لمنتشق منه وملتسم

مندرجہ بالا سطور سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت ورسالت نہایت ہی بلند وبالا مہتم بالشان اور نازک ترین منصب ہے۔ اللہ عزّوجلّ اور

(15) رد المحتار، ۹/ ۱۶۹، مکتبہ زکریا، دیو بند

اس کے جملہ انبیاء ومرسلین کے جنابِ عالی میں گستاخانہ کلمات اور توہین آمیز الفاظ کا استعمال نہ صرف یہ کہ ناجائز وحرام ہے بلکہ کفر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو منصبِ توحید ورسالت سمجھنے اور کماحقہٗ اس کے شرعی آداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

توحید ورسالت پر ایمان اور اس کے بنیادی تقاضوں کی تفہیم و تعمیل کے لئے علمِ کلام وعقائد کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ علمِ کلام ایک نفیس اور شریف علم ہے۔ صاحبِ "کشف الظنون" مُلّا کاتب چلپی کی صراحت کے مطابق "علمِ کلام وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان کو یہ قدرت حاصل ہوتی ہے وہ دلائل وبراہین قائم کرکے حق کو ثابت کرے اور باطل کے شکوک وشُبہات کا ازالہ کرے"۔ اس علم کا موضوع اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات ہے۔

علّامہ ابنِ خلدون کے بقول "علمِ عقائد وکلام وہ علم ہے جس کے ذریعہ عقلی ونقلی دلائل سے ایمانی عقائد پر حُجّت قائم کی جاتی ہے اور اعتقادیات میں اہلسنّت کے خلاف باطل نظریات رکھنے والوں کی تردید کی جاتی ہے اور ان ایمانی عقائد کا مرکزی نقطۂ نظر توحید ہے۔" (16)

علمِ کلام کا مقصود ومفاد کیا ہے؟ اس حوالے سے حُجّۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وإنما المقصود منه حفظ عقيدة أهل السنّة وحراستها عن تشويش أهل البدعة. فقد ألقى الله إلى عبادة على

(16) تاریخ افکار وعلوم اسلامی، ۲/ ۹۷، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشر، دہلی

لسان رسوله عقيدة هي الحق، علىٰ ما فيه صلاح دينهم ودنياهم، كما نطق بمعرفة القرآن والأخيار، ثم ألقى الشيطان في وساوس المبتدعة أمورا مخالفة للسنة، فلهجوا بها وكادوا عقيدة الحق علىٰ أهلها، فأنشأ الله تعالىٰ طائفة المتكلّمين وحرّك دواعيهم لنصرة السنة بكلام مرتب، يكشف عن تلبيسات أهل البدع المحدث علىٰ خلاف السنة المأثورة، فمنه لنشأ علم الكلام وأهله.(17)

اس اقتباس کا ماحصل یہ ہے کہ علمِ کلام کا مقصد عقائد اہلسنّت کی حفاظت اور اہلِ بدعت کے شکوک واوہام کا ازالہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ عقائد حقّہ کو اپنے بندوں پر واضح فرمادیا۔ یہ عقائد حقّہ دین ودنیا کی فلاح وکامرانی کا ذریعہ ہیں جیسا کہ قرآن واحادیث اس پر ناطق وشاہد ہیں۔ بعد ازاں شیطان لعین نے اہلِ بدعت وضلالت کے توسط سے لوگوں میں عقائد سے متعلق ایسے اُمور رائج کردیئے جو سنت وشریعت کے صریح خلاف تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود مذہبِ اہلسنّت کے عقائد پر کاربند حضرات شکوک وشبہات میں مبتلا ہونے لگے۔ جب یہ صورتِ حال نمودار ہوئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے علمِ کلام کے ماہر علماء یعنی ''متکلمین'' کی جماعت کو پیدا کیا۔ علمائے متکلمین نے اپنی خداداد علمی بصیرت سے باطل پرستوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور اپنی تقریر وتحریر سے اسلامی روح کے منافی نظریات کی دھجیاں بکھیر کر عقائدِ حقّہ کو واضح کیا تو اس طرح علمِ کلام کی ابتدا ہوئی اور جماعتِ متکلمین وجود میں آئی۔

---

(17) تاریخ افکار وعلوم اسلامی، ۲/ ۹۷، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشر، دہلی

بہر کیف! عہد رسالت مآب ﷺ سے لے کر نجدیت و وہابیّت کی پیدائش تک مسلمانوں میں توحید و رسالت سے متعلق عقائد و نظریات بعینہٖ وہی تھے جو صحابۂ کرام، تابعین عظام اور اسلافِ ذی احترام کے تھے۔ نجد کے ابن عبد الوہاب نجدی اور ہندوستان کے مولوی اسماعیل دہلوی کی بدولت وہابی عقائد و نظریات اور اسماعیلی خیالات نے ایک الگ مذہب و مسلک کی شکل اختیار کرلی۔ ان کے خیالات چونکہ اہلسنّت کے متوارث عقائد کے یکسر منافی تھے اس لئے ان کے رَدّ و ابطال میں علمائے اہلسنّت نے تحریری و تقریری خدمات انجام دیں یہاں تک کہ صرف "تقویۃ الایمان" (مُصنّف مولوی اسماعیل دہلوی) کے رَدّ میں ڈھائی سو سے زائد کتابیں لکھی گئیں۔

چودھویں صدی ہجری کی عبقری شخصیت مُجدِّد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مُحدّث بریلوی قُدّس سرہٗ (متوفی ۱۳۴۰ھ) نے وہابیّت، نجدیت، دیوبندیّت، صُلح کُلیّت، نیچریّت، قادیانیّت وغیرہ مختلف باطل فرقوں کے رَدّ میں جو گراں قدر اور بیش بہا خدمات انجام دی ہیں، انہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ وہابیّت و نجدیّت کے زہر آلود اعتقادی شجر کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے میں آپ کی علمی و قلمی توانائیوں کا حال پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔

آپ نے باطل افکار و نظریات کے رَدّ میں اور خاص طور پر علمِ کلام کے موضوع پر ستّرہ کتابیں لکھی ہیں۔

زیر نظر رسالہ ''الفرق الوجیز بین السنی العزیز والوھابی الرجیز'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ رسالے کا ایک قدیم نسخہ راقم الحروف کو ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کی لائبریری میں ملا جو آج سے تیس سال قبل حضرت علامہ مفتی محمد اعظم بریلوی دامت برکاتہم العالیہ کی نگرانی میں ''مکتبہ دامنِ مصطفیٰ'' بریلی شریف سے شائع ہوا ہے۔ سرورق پر کتاب و مُصنّف کے نام کے ساتھ ملک العلماء حضرت علامہ ظفرالدین بہاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ''ناقلِ رسالہ'' کے طور پر لکھا ہوا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قُدِّس سرہٗ نے عوامِ اہلسنّت کے عقائد کی اصلاح کے لئے یہ رسالہ اپنے شاگردِ رشید حضرت ملک العلماء سے اِملا کروایا تھا، اس لئے دلائل و جزئیات سے آپ نے صرفِ نظر فرمایا تھا۔ اس طرح رسالہ کی حیثیت متن کی ہو گئی تھی۔

راقم الحروف طفیل احمد مصباحی عفی عنہ، خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور نے اس متن کی توضیح و تشریح کی ایک ناتمام کوشش کی ہے۔ اللہ عزّوجلّ اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے صدقے میں اس خدمت کو قبول فرمائے۔

پیر طریقت حضرت مولانا الحاج شیخ عبدالواجد نوری دام ظلہ العالی، بانی و سرپرست سنّی علماء تنظیم، کٹیہار، بہار کی توجہ و کوشش سے یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے۔

ہم مولانا موصوف کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے اور دارین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے اور سنّی علماء و تنظیم کٹیہار کو اپنے مقاصد میں کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔

محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ

خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

9621219786

بتاریخ ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ / ۵ فروری ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عقیدہ(۱) :اللہ عزّوجلّ زمان ومکان وجہت سے پاک ہے۔[18]

---

(18) بحر الرائق میں ہے: وبإثبات المكان لله تعالى فإن قال الله في السماء فإن قصد حكاية ما جاء في ظاهر الأخبار لا يكفر وإن أراد المكان كفر وإنلم يكن له نية كفر.(البحر الرائق، ٥/ ٢٠٣، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ "اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے" اور اس قول سے ظاہر احادیث کی حکایت مقصود ہو تو کفر نہیں لیکن حقیقی مکان کا اثبات مقصود ہو تو یہ کفر ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:و يكفر بإثبات المكان الله تعالىٰ فلو قال:از خدا ہیچ مکان خالی نیست یکفر۔

یعنی، اللہ تعالیٰ کے لئے مکان کا اثبات کفر ہے۔اسی طرح یہ کہنا کہ کوئی مکان (جگہ) خدا سے خالی نہیں، یہ بھی کفر ہے۔

شرح مواقف میں ہے:أنه تعالىٰ ليس فى جهة من الجهات ولا فى مكان من الأمكنة.
(شرح مواقف، ٤/ ٢٢، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، اللہ تعالیٰ نہ کسی جہت میں ہے اور نہ کسی میں مکان میں ہے۔

شرح عقائد میں ہے: وإذا لم يكن فى مكان لم يكن فى جهة لا علو ولاسفل ولا غيرهما....ولا يجرى عليه زمان لأن الزمان عندنا عبارة عن متجدد يقدر به متجدد آخر وعندالفلاسفة عن مقدار الحركة والله منزه عن ذلك ـ(شرح عقائد نسفى، ص٦٠، مجلس بركات ، مباركپور)

یعنی، جب اللہ تعالیٰ مکان میں نہیں ہے تو اس کے لئے جہت بھی نہیں۔نہ فوق نہ تحت وغیرہما.... اور اللہ تعالیٰ پر زمانہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ ہم اہلسنّت کے نزدیک "زمانہ اس امر حادث کو کہتے ہیں جس سے دوسرے امر حادث کا اندازہ لگایا جائے" اور فلاسفہ کے نزدیک "زمانہ مقدارِ حرکت کا نام ہے" اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وأنه (أى الفوق) على الله تعالىٰ محال فإنه من لوازم الأجسام. (الجام العوام عن علم الكلام، ص١٠، مكتبة الحقيقة، تركى)

=

عقیدہ (۲): اللہ تعالیٰ کا دیدار بے جہت وبے محاذات حق ہے۔ یہ ضرور اہلسنّت کے عقیدے ہیں جو ان کو "بدعتِ حقیقیہ" کے قبیل سے کہے وہ گمراہ بد دین ہے۔[19]

=

یعنی، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حق میں فوق (اوپر) محال ہے کیونکہ فوق اجسام کے لوازمات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ جسم وعوارض جسم سے پاک ہے۔

أنه تعالى منزه عن الجسمية وعوارضها. (الجام العوام عن علم الكلام، ص ١٥، مكتبة الحقيقة، تركى)

شاہ عبد الحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں: ودر جہت نیست یعنی بالا وپائیں وپس وپیش چپ وراست ودر جائے نیست ودر زمانے نہ۔ (تکمیل الایمان فارسی، ص ۴۰، مطبع مجیدی، کانپور)

یعنی اللہ تعالیٰ جہت یعنی اوپر، نیچے، آگے، پیچھے، دائیں، بائیں سے پاک ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کے لئے جگہ (مکان) نہیں۔ اس طرح وہ زمانہ سے بھی پاک ہے۔

"قصیدہ بدء الامالی" میں ہے:

نسمى الله شيئا لا كالأشياء وذاتا عن جهات الست خال

یعنی، ہم اللہ تعالیٰ کو شے کہتے ہیں لیکن عام اشیاء کی طرح نہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات جہاتِ ستہ (فوق، تحت وغیرہ) سے خالی اور پاک ومنزہ ہے۔

اسی قصیدہ میں ہے:

ولا يمضى على الديان وقت وأزمان وأحوال بحال

روزِ جزا کا مالک اللہ ربّ العزّت پر کسی بھی حال میں وقت، زمانہ اور احوال کی گردش نہیں ہوتی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ ربّ العزّت زمان ومکان اور جہت سے پاک ومنزہ ہے۔ (از طفیل احمد مصباحی)

(19) قیامت کے دن اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ یہ اہلسنّت کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کے بیشمار دلائل وشواہد موجود ہیں۔

قرآنی دلائل: قرآن ناطق ہے: وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القيامة: ٧٥/ ٢٢، ٢٣)

=

=

ترجمہ: کچھ منہ (چہرہ) قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کر کے تروتازہ ہوں گے۔

یہ آیت قیامت کے دن "دیدارِ الٰہی" پر برہانِ قاطع کی حیثیت رکھتی ہے۔

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ (یونس:۱۰/۲۶)

ترجمہ: بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد (یعنی دیدارِ الٰہی)۔

نبی کریم ﷺ سے آیت کریمہ میں مندرج لفظ "زِيَادَةٌ" کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

للذين أحسنوا العمل في الدنيا لهم الحسنىٰ وهي الجنة والزيادة النظر إلى وجه الله الكريم

(تفسير القرطبي، ۷/ ۲۱۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، جن لوگوں نے دنیا میں نیک عمل کئے ان کے لئے حسنات یعنی جنت ہے اور زیادۃ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نیک عمل کرنے والے اللہ رب العزت کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

حافظ ابنِ کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: زيادة النظرُ إلى وجهه الكريم، فإنه زيادة أعظم من جميع ما أعطوه. (تفسير ابن كثير، ۲/ ۵۴۱، مؤسسة الريان، بيروت)

یعنی، آیت کریمہ میں "زیادۃ" سے مراد "دیدارِ الٰہی" ہے کیونکہ "دیدارِ الٰہی" تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

احادیث سے دیدارِ الٰہی کا ثبوت: بخاری شریف کی حدیث ہے:

(صحيح البخاری، كتاب التوحيد، حديث ۷۴۳۶، ص۱۴۹۹، دارالكتاب العربی، بيروت)

یعنی، تم (قیامت کے دن) اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسے چودھویں رات کو چاند دیکھتے ہو۔

امام محمد بن علی طائی ہمدانی نے بھی "كتاب الأربعين" ص :۱۲۵، دار البشائر الإسلاميه، بيروت میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اقوالِ ائمہ: امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: والله تعالى يرى في الآخرة و يراه المومنون بلا تشبيه ولا كمية. (شرح فقه اكبر، ص ۱۳۷، دارالكتب العلمية، بيروت)

یعنی، اہلِ ایمان آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور یہ دیدار بلا تشبیہ اور بغیر کیت کے ہوگا۔

شرح عقائد میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

=

عقیدہ (۳) : اللہ عزّوجل کا علم غیب اور تمام صفاتِ ذاتیہ ازلی، ابدی لازم ذاتِ الٰہی ہیں۔ اس سے پاک ہیں کہ ان کا ہونا (یا) نہ ہونا اختیار میں ہو۔ اس کی شان یہ بتانا

=

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں: قال جمہور المتکلّمین والأصولین تکون رویة المومنین لربھم فی الآخرة بالانکشاف التام المنزة عن المقابلة والجھة. (الیوقیت والجواھر، ص ۱۶۲، دارالکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، جمہور متکلمین اور اُصولیین کا یہ قول ہے کہ اہل ایمان قیامت کے دن اللہ ربّ العزّت کا دیدار کریں گے لیکن یہ دیدار جہت اور مقابلہ سے پاک ہوگا۔

"ایضاح الحق" کے مُصنّف مولوی اسماعیل دہلوی نے اللہ عزّوجل کو زمان ومکان اور جہت سے پاک ومنزّہ سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار بلاجہت وبے محاذات (بے کیف) ماننے کو "بدعتِ حقیقیہ" کہا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مُحدّث بریلوی نے جو یہ لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کا دیدار بے جہت وبے محاذات حق ہے، جو ان کو بدعتِ حقیقیہ کی قبیل سے کہے وہ گمراہ، بددین ہے۔"

تو اس سے یہی "ایضاح الحق" کے مُصنّف مراد ہیں۔

چنانچہ "ایضاح الحق" کے مُصنّف مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان وجہت سے پاک قرار دینا اور اس کا دیدار بلاجہت وکیف ثابت کرنا، یہ تمام اُمور از قبیل بدعتِ حقیقیہ ہیں، اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقاد شمار کرے۔ (ایضاح الحق، مترجم اردو، ص ۷۷، قدیمی کُتب خانہ، دہلی)

ان گھنونے عقائد کے مقابل اللہ عزّوجل کے حق میں اہلسنّت وجماعت کے جو صحیح درست عقائد ہیں، وہ اوپر بیان ہوئے، انھیں بار بار پڑھیں اور وہابی عقیدہ سے دور رہ کر اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ اسی میں دین ودنیا کی بھلائی ہے۔ (از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

کہ "غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے، جب چاہے کرلے"۔ (یہ کہنا گویا) صاف صاف خدا کو جاہل بالفعل بتانا اور کلمہ کفر ہے۔[20]

---

(20) اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ کی تعداد سات ہے اور وہ ذاتی صفات یہ ہیں: (۱) حیوۃ (۲) قدرت (۳) علم (۴) کلام (۵) سمع (۶) بصر (۷) ارادہ۔

جیسا کہ "فقہ اکبر" اور اس کی "شرح" میں مذکور ہے۔ ملاحظہ کریں: شرح فقہ اکبر، ص ۳۹.۳۳، دار الکتب العلمیة، بیروت

"عقائد نظامیہ" میں ہے: صفاتِ ذاتی او ہفت اند، حیات، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ۔ (عقائد نظامیہ فارسی، مکتبہ ایشیق، ترکی)

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزّوجل کی صفاتِ ذاتیہ میں سے ایک صفت "بقا" کا اضافہ فرماتے ہوئے صفاتِ ذاتیہ کی مجموعی تعداد آٹھ بتائی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: إعلم أن المتكلمين حصروا الصفات في هذه الثمانية: وهي كونه حياً، عالماً، قادراً، مريداً، سميعاً، متكلماً، باقياً. (المطالب العاليه، ۱/ ۱٤۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ عینِ ذات اور لازمِ ذاتِ الٰہی ہیں، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی نے عقیدہ (۳) میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی فرماتے ہیں: لا خلاف بين أهل الحق أن الصفات الذاتيه ليست غيره، فان التغاير ينافي الوحدة الحقيقة. (الأسنى في شرح أسماء الحسنى، ص ٤٥، المكتبة العصرية، بيروت)

یعنی، اہلسنّت وجماعت کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ صفاتِ ذاتیہ عینِ ذات ہیں، اس کا غیر نہیں کیونکہ تغایر (غیریت) وحدت کے منافی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ قدیم اور ازلی وابدی ہیں یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ سے ان صفات کے ساتھ متصف ہے اور ہمیشہ ان سے متصف رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات حادث نہیں ہو سکتیں۔

امام قاضی علی بن محمد ابی العز دمشقی لکھتے ہیں: إن الله سبحانه وتعالىٰ لم يزل متصفاً بصفات الكمال، صفات الذات و صفات الفعل. (شرح العقيدة الطحاوية، ۱/ ۹٦، مؤسسة الرسالة، بيروت)

=

عقیدہ (۴): اللہ عزّوجلّ پر کذب اور ہر عیب محال بالذات ہے۔ جو اس کا کذب ممکن جانے (وہ) گمراہ ہے۔ مسئلہ "خلف وعید" کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ اس کے بنا پر "امکانِ کذب کو ائمۂ اہلسنّت میں مختلف فیہ ماننا" بڑے بد عقل اور بد دین کا کام ہے۔(21)

=

یعنی، اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام صفاتِ کمالیہ ذاتیہ وفعلیہ ازلی یعنی قدیم ہیں۔

شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی "تحفۂ اثنا عشریہ" میں لکھتے ہیں: صفاته تعالیٰ الذاتیه قدیمة لم یزل موصوفاً بها. (تحفه اثنا عشریه عربی، ص ۸۰، مکتبة الحقیقة، ترکی)

یعنی، اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ قدیم ہیں اور وہ ان صفات کے ساتھ ہمیشہ سے متّصف ہے۔

"شرح فقہ اکبر" میں ہے: وصفاته في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة. (شرح فقه اکبر، ص ٤٧، دار الکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، اللہ تعالیٰ صفات ازلی قدیم، غیر مخلوق اور غیر حادث ہیں۔

"قصیدہ بدء الامالی" میں ہے: صفات الذات والأفعال طرا   قدیمات مصونات الزوال۔

یعنی، اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ مثلاً (ارادہ، سمع، بصر، قدرت وغیرہ) اور صفاتِ فعلیہ (مثلاً ترزیق، انشاء و تخلیق وغیرہ) قدیم ہیں اور زوال وفنا سے محفوظ ہیں۔

حضرت ملا علی قاری نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام صفات کو ازلی، ابدی، قدیم، غیر حادث اور غیر مخلوق بتاتے ہوئے آخر میں یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے: فمن قال إنها مخلوقة أو محدثة أو وقف أو شك فيها فهو كافر بالله تعالیٰ. (شرح فقه اکبر، ص٤٧، دار الکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، تو جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات کو حادث (غیر قدیم) اور مخلوق بتائے یا اللہ تعالیٰ کی صفات کو ازلی وقدیم ماننے میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔ (از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(21) آیت کریمہ میں ہے: وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾ (النساء: ۴/ ۸۷)

ترجمہ: اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

=

=

اس آیت کے تحت "تفسیر کبیر" میں ہے: فإذا كان إمكان الصدق قائما كان امتناع الكذب حاصلا لا محالة. (تفسير كبير، ٥/ ١٧٣، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، جب اللہ تعالیٰ کے لئے صدق قائم وثابت ہو گیا تو اب لا محالہ کذب اس کے حق میں محال و ممتنع ٹھہرا۔

"تفسیر ابی سعود" میں ہے: والكذب محال عليه سبحانه. (تفسير أبي سعود، ٢/ ٢١١، بيروت)

یعنی، کذب حق سبحانہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔

"شرح فقہ اکبر" میں ہے: والكذب عليه محال. (شرح فقه اكبر، ص ٨٧ ، دار البشائر الإسلامية، بيروت)

تفسیر بیضاوی میں ہے: الكذب نقص وهو على الله تعالىٰ محال. (تفسير بيضاوى ، ٢/ ٢٢٩، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، کذب یہ نقص ہے اور نقص وعیب اللہ تعالیٰ کے حق میں محال بالذات ہے۔

فائدہ: حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "امکانِ کذب باری تعالیٰ" کے رد میں بڑی مُدلل اور مُفصل گفتگو فرمائی ہے اور ۲۱ دلائل قاہرہ کی روشنی میں "کذب باری" کو محال و ممتنع بتایا ہے۔ تفصیل کے لئے علامہ کی کتاب "تقدیس الوکیل" ص ۱۱۰ تا ۱۲۵ کا مطالعہ کریں۔ ان شاء اللہ حق واضح ہو جائے گا۔

شیخ سالم بن صالح حضرمی شافعی لکھتے ہیں: يجب علينا أن نعتقد أن كل نقص مستحيل عليه تعالىٰ . (الدر الثمين، ص٣٦، مكتبه اهلسنّت وجماعت ،حيدر آباد)

یعنی، ہر عیب و نقص اللہ جل شانہ کے حق میں محال ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا ہمارے اوپر واجب وضروری ہے۔

نوٹ: براہین قاطعہ کے مُصنّف خلیل احمد انبیٹھوی نے "مسئلہ امکانِ کذب باری تعالیٰ" کو ائمہ اہلسنّت میں مختلف مانا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: "امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ (براہین قاطعہ، ص۶، کتب خانہ امدادیہ، دیوبند)

اور مولوی اسماعیل دہلوی نے "کذب" کو خدائے تعالیٰ کے حق میں ممکن بتاتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ "والقائے آں (کذب) بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ؟"

یعنی، فرشتوں اور نبیوں پر جھوٹ کا القا قدرتِ الٰہی سے خارج نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

عقیدہ(۵): جو کہے "اللہ تعالیٰ کا جہل ممکن ہے" اس پر کفر لازم ہے۔[22]

عقیدہ(۶): جو کہے کہ "بندہ جو کچھ اپنے لئے کرسکے، خدا اپنے لئے کرسکتا ہے مثلاً چوری، شراب خوری وغیرہ وغیرہ، وہ بے ایمان ہے۔[23]

---

(22) "شرح مواقف" میں ہے: ولا یصح علیه الحرکة والسکون ولا الانتقال ولا الجهل ولا الکذب ولا شئ من صفات النقص عند أهل السنة والجماعة. (شرح مواقف، ۳/ ۷۱۸، دار الکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، اللہ تعالیٰ پر حرکت، سکون، انتقال، جہل، کذب اور کوئی بھی صفت نقص وعیب صحیح نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ ان صفاتِ نقص سے پاک ومنزہ ہے)۔

"فتاویٰ عالمگیری" میں ہے: یکفر إذا نسبه إلی الجهل أ العجز أو النقص. (فتاوی عالمگیری، ۲/ ۲۸۵، زکریا بکڈپو، دیوبند)

یعنی، اللہ تعالیٰ کی طرف جہل، عجز یا نقص کی نسبت کرنا کفر ہے۔

"بحر الرائق" میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ملاحظہ کریں۔ "بحر الرائق، ۵/ ۲۰۲، دار الکتب العلمیة، بیروت"

"الدر الثمین" میں ہے: من الصفات الستحیلة علیه تعالیٰ الجهل. (الدر الثمین فی أصول الشریعة والدین، ص ۳٤، مکتبه اهلسنّت وجماعت، حیدرآباد)

یعنی، اللہ تعالیٰ کے لئے جہل محال اور ممتنع ہے۔

(از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(23) کیونکہ یہ چیزیں عیب اور نقص ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ عیب ونقص سے پاک ومنزہ ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے: الکذب نقص وهو علیه محال. (تفسیر بیضاوی، ۲/ ۲۲۹، دار الکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، کذب یہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔

اور جو چیز محال ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تمام ممکنات پر ہے، محالات و ممتنعات پر نہیں۔

=

عقیـدہ (۷) : قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی، ابدی، غیر مخلوق، ناممکن الانفکاک ہے۔ بندوں کو بھلا دینے سے وہ سلب نہیں ہو سکتا نہ بھلا دینے کے بعد اس کی کوئی

=

تفسیر کبیر میں ہے: أنه تعالیٰ قادر علی کل الممکنات. (تفسیر کبیر، ۷/ ۴۵۴، دارالکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے۔ (محالات پر نہیں)

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شعب الایمان" میں لکھتے ہیں: ولا یجوز علیه شيء مما جاز علی المحدثات فدل علی حدوثها. (شعب الإیمان، ۱/ ۱۱۳، دارالکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، جو چیز مخلوق کے لئے جائز ہے اور وہ مخلوق کے حادث ہونے پر دلالت کرتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں۔

ان تصریحات کی روشنی میں اب اگر کوئی یہ کہے کہ "بندہ جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے خدا اپنے لئے کر سکتا ہے" تو دنیا میں اس سے بڑا بے ایمان اور بارگاہِ الٰہی کا گستاخ کوئی نہیں ہو گا۔

نوٹ: مولوی اسماعیل دہلوی نے "کذبِ الٰہی" کو ممکن بتاتے ہوئے یہ دلیل پیش کی ہے: اقول اگر از محال مراد ممتنع لذاتہ است کہ تحتِ قدرت الٰہیہ داخل نیست، "پس لانسلم کہ کذب مذکور بمعنی مسطور باشد، چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرتِ الٰہیہ نیست والا لازم آید قدرت انسانی ازید از قدرتِ ربانی۔ (رسالہ یک روزی فارسی، ص ۱۷، فاروقی کتب خانہ، ملتان)

یعنی، اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب محال ہے (تمہارا یہ دعویٰ ہے تو میں کہوں گا کہ) اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے کہ قدرتِ الٰہیہ کے تحت داخل نہیں، تو میں اسے تسلیم نہیں کرتا کہ اس معنی مذکور میں اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔ اس لئے کہ یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس کا قضیہ خارج کے مطابق نہیں۔ فرشتوں اور نبیوں پر اس کا القا قدرتِ الٰہیہ سے خارج نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے۔ (از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

بات خلاف ہونی ممکن ہے جو کہے کہ خبر الٰہی کا خلاف بعد فراموشی قرآن واقع ہو تو کسی نص کی تکذیب نہ ہوگی وہ سخت خبیث کذّاب بد دین ہے۔(24)

---

(24) گزشتہ صفحہ میں گزر چکا کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ میں "صفتِ کلام" بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفاتِ ذات و فعل ازلی و ابدی، قدیم اور غیر حادث ہیں اور چونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس لئے یہ بھی ازلی، ابدی، قدیم، غیر مخلوق اور غیر حادث ہے۔

"فقہ اکبر" اور اس کی "شرح" میں ہے: القرآن کلام الله تعالیٰ غیر مخلوق. (شرح فقه اکبر، ص ٥١، دار الکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔

تقی الدین ابن تیمیہ حرانی لکھتے ہیں: قد اتفق السلف وأتباعهم علی أن کلام الله غیر مخلوق. (منهاج السنة النبویة، ٢/ ٦٤، دار الکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، سلف صالحین اور ان کے متبعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ (یعنی قدیم اور غیر حادث ہے)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ سے بحث و مناظرہ کیا اور آخر میں ہم دونوں کی رائے اس بات پر متفق ہوگئی کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ (شرح فقه اکبر، ص ٤٨، دار الکتب العلمیة، بیروت)

ایک ضروری وضاحت: جو کہا گیا ہے کہ "قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے" تو اس سے حقیقی کافر مراد نہیں ہے۔ خلق قرآن کے قائل کو کافر کہنا زجر و توبیخ کے طور پر ہے۔ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر تو نہیں البتہ گمراہ، بد دین اور بدعتی ضرور ہے۔

"الحدیقة الندیة" میں ہے: القائل بخلق القرآن ضال مبتدع لا کافر. (الحدیقة الندیة، ١/ ٢٥٨، مکتبة الحقیقة، ترکی)

یعنی، قرآن کو مخلوق کہنے والا گمراہ اور بدعتی ہے، کافر نہیں۔

"شرح فقہ اکبر"، ص ٢٩، مطبوعہ بیروت میں بھی یہی تصریح ہے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ (۸): دنیا میں اللہ عزّوجلّ سے کلامِ حقیقی غیر نبی کے لئے ممکن نہیں۔ جو کسی ولی کے لئے مانے اس پر کفر لازم ہے۔[25]

عقیدہ (۹): انبیا و ملائکہ اور تمام ایمانیات کو ماننا جزوِ ایمان ہے ان میں جس کو نہ مانے کافر ہے۔ جو کہے اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور ان کو ماننا محض خبط ہے وہ پکا شیطان، دشمنِ ایمان ہے۔[26]

---

(25)

قرآنِ کریم کا صاف اعلان ہے: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَيُوۡحِىَ بِاِذۡنِهٖ.(الشوریٰ:۴۲/ ۵۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے کلام نہیں فرماتا مگر وحی کے طریقے پر یا پردے کے پیچھے سے یا پھر کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے۔

نوٹ: غیر نبی کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی یا ارسالِ ملائکہ کے ذریعہ اس سے کلام فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا غیر نبی سے کلام نہ فرمانا چونکہ نص صریح قرآن سے ثابت ہے اس لئے غیر نبی یعنی کسی ولی، امام یا پیر کے لئے (اس دنیا میں اللہ تعالیٰ سے) کلامِ حقیقی ماننا کفر ہوگا جیسا کہ امام اہلسنت احمد رضا محدث بریلوی نے فرمایا ہے۔(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(26) یعنی، اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ انبیاء، ملائکہ، کتبِ الٰہیہ (قرآن، توریت، انجیل، زبور)، قیامت، تقدیر اور حشر ونشر وغیرہ کو ماننا، یہ تمام باتیں ایمان میں داخل ہیں اور ان تمام چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ ورسول کو ماننا اور ملائکہ، قیامت، تقدیر اور حشر کو نہ ماننا یہ کفر ہے۔

مشہور "حدیثِ جبرئیل" اور "مشکوٰۃ شریف" کی پہلی حدیث ہے: فأخبر عن الإيمان ، قال: أن تومن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر ونومن بالقدر خيره وشره.(مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، ۱/ ۲۱، دار الكتب العلمية ،بيروت)

=

عقیدہ (۱۰): نماز بے خیال تعظیم واجلال حضور محبوب ذی الجلال ﷺ تمام نہیں ہوتی۔ التحیات میں عرضِ سلام وتشہد درود اسی لئے واجب و مسنون ہوئے۔ جو کہے کہ نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانا اپنے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ اس خبیث نے کھلا کفر بکا اور اللہ تعالیٰ کی ہزاروں لعنتوں کا مستحق ہوا۔ (27)

=

یعنی، حضرت جبریل امین نے ایمان کے بارے میں بتایا اور فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ، اس کے رسولوں، اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں کو صدق دل سے مانو۔ قیامت کے دن اور تقدیر کے اچھے یا بُرے ہونے پر یقین رکھو۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ قُدِّس سرہ نے "فقہ اکبر" کے شروع میں ہی لکھا ہے: یجب أن يقول أمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر. (شرح فقه اكبر، ص۲۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، ایمان کے لئے ضروری ہے کہ بندہ صدقِ دل سے کہے کہ میں ایمان لایا اللہ عزّوجلّ اور اس کے رسولوں اور کتابوں پر اور میں ایمان لایا یوم آخرت (قیامت) اور تقدیر پر۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(27) نماز ہم کو ملی ہے ترے وسیلے سے — وہ کیا نماز ہے جس میں تیرا خیال نہیں

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ الوالی "احیاء العلوم" میں فرماتے ہیں: وأحضر في قلبك النبي ﷺ وشخصه الكريم وقل: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته وليصدق أملك في أنه يبلغه ويرد عليك ما هو أوفى منه. (احياء العلوم، ۱/ ۱۰۷)

یعنی، نمازی نماز میں تشہد کے وقت حضور سیّد عالم ﷺ کی صورت مبارک کو حاضر کرے اور آپ کا تصور دل میں جما کر کہے "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور نمازی اس بات کا یقین رکھے کہ یہ سلام حضور کو پہنچتا ہے اور بہتر طریقے پر آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

=

عقیدہ (۱۱): تمام انبیاء علیہم السلام حیاتِ حقیقی دنیاوی جسمانی سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے۔ان کی موت صرف ایک آن کو ہوتی ہے کہ نگاہ عوام سے چُھپ جاتے ہیں۔اپنے مزاراتِ طیبہ میں نمازیں پڑھتے، کھانا تناول فرماتے، حج کو آتے، مجالس میں شریک ہوتے، جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے۔جو کہے کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔خبیث دین ہے اور خصوصاً خود حضورِ اقدس ﷺ پر اس کا افترا کرے کہ حضور نے فرمایا: میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔اس نے رسول اللہ ﷺ پر افترا کر کے اور زیادہ لعنتِ الٰہی کا حصہ لیا۔[28]

=

"درمختار" میں ہے: ویقصد بالفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الإنشاء كأنه يحيي الله ويسلم على نبيه الاخبار عن ذلك. (درمختار مع ردالمحتار، دارالكتب العلمية، بيروت)

یعنی، نمازی تشہد کے الفاظ "التحیات للہ والصلوات....." سے بطور انشا ان کے معنیٰ مراد کا قصد کرے، گویا کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیت پیش کرتا ہے اور اس کے نبی ﷺ پر سلام بھیجتا ہے، معنیٰ اخبار (مثلاً معراج شریف کی نقل وحکایت کا قصد نہ کرے)

نوٹ: نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانے سے متعلق یہ گستاخانہ عبارت "صراطِ مستقیم" کی ہے اور اس کے قائل مولوی اسماعیل دہلوی ہیں۔پوری عبارت اس طرح ہے: وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جنابِ رسالت مآب باشد بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ وخر خود است۔(صراطِ مستقیم، ص،۸۶، مکتبہ سلفیہ، لاہور) (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(28) مشہور حدیثِ پاک ہے: إن الله حرم على الأرض أن تاكلَ أجسادَ الأنبياء. (سنن ابی داؤد، ص ٤٦٦، داراحياء التراث العربي، بيروت، المستدرك للحاكم، ١/ ٥٦٩، دارالمعرفة لبنان، جامع الأصول، ٩/ ٢٢٥، دارالكتب العلمية، بيروت)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کو حرام فرمادیا ہے (کہ وہ ان کے جسموں کو کھائے) یعنی انبیائے کرام زندہ ہیں۔

=

=

حضرت امام بیہقی اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہما نے انبیائے کرام علیہم التحیۃ والتسلیم کی دائمی زندگی پر مستقل رسائل تصنیف کئے ہیں۔ امام سیوطی کی کتاب "انباء الأذکیاء فی حیاۃ الانبیاء" کا اردو ترجمہ "حیاتِ انبیاء" کے نام سے احقر راقم الحروف نے کیا ہے۔ یہ کتاب دو سال پہلے منظر عام پر آچکی ہے۔

اسی "إنباء الأذکیاء فی حیاۃ الأنبیاء" میں ہے: حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا لما قام من الأدلۃ فی ذلک وتواترت بہ الأخبار الدالۃ علیہ. (إنباء الأذکیاء، ص ٥، برکات رضا، پوربندر)

یعنی، نبی پاک ﷺ اور تمام انبیائے کرام کی زندگی ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے کیونکہ "حیاتِ انبیاء" کے سلسلے میں بہت ساری دلیلیں اور متواتر احادیث موجود ہیں۔

"مواہب اللدنیہ" میں ہے: الأنبیاء کالشھداء بل أفضل منھم والشھداء أحیاء عند ربھم یرزقون فلا یبعد أن یحجوا و یصلوا.(المواھب اللدنیۃ، ٢/ ٦٩٥، برکات رضا، پوربندر، گجرات)

یعنی، انبیائے کرام شہداء کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہدائے کرام (بنصِّ قرآنی) زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں۔ لہٰذا انبیائے کرام بھی زندہ ہیں۔ تو اب ہمارا دعویٰ کہ "انبیائے کرام حج کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں" اس میں کوئی بُعد اور استحالہ نہیں۔

امام شیخ عبدالکریم جیلی شافعی تحریر فرماتے ہیں: فإذا کان الشھداء أحیاء فما قولك فی سید الشھداء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد مات مسموماً شھیداً.(جواھرالبحار فی فضائل النبی المختار، ١/ ٢٨٨، برکات رضا، پوربندر)

یعنی، جب شہدائے کرام زندہ ہیں تو پھر سید الشہداء حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ زہر کے باعث آپ کا وصال شہادت پر واقع ہوا۔ (لہٰذا آپ شہید ہوئے اور دیگر شہداء کی طرح آپ ﷺ بھی حیاتِ ابدی کے ساتھ زندہ ہیں)۔

امام عبدالوہاب شُعرانی فرماتے ہیں: وھی حیٌّ فی قبرہ یصلّی فیہ بأذان وإقامۃ وکذلك الأنبیاء. (کشف الغمہ، ١/ ٦٨، دار الکتاب العربی، لبنان)

یعنی، ہمارے نبی ﷺ اور جملہ حضرات انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

=

عقیـدہ(۱۲): عظمتِ الٰہیہ کے بعد انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی عظمت ہے تو بھائی، باپ، بادشاہ وغیرہ وغیرہ تمام جہان میں کسی کی عظمت، ان کی عظمت کا پاسنگ نہیں ہوسکتی۔ جو ناخلف اپنے باپ کو اپنا ایک بھائی سمجھے اور اس کی تعظیم بڑے

=

غیر مقلدین کے مذہبی پیشوا قاضی شوکانی لکھتے ہیں: أقول: حديث الأنبياء أحياء في قبورهم صححه البيهقي و يؤيد ذلك ما ثبت أن الشهداء أحياءٌ يُرزقون في قبورهم وهو صلى الله عليه وسلم رأس الشهداء. (فتاویٰ قاضی شوکانی، ۲/ ٦٦٤، دارالجيل الجديد، بيروت)

یعنی، انبیائے کرام کا اپنی قبروں میں زندہ ہونے سے متعلق حدیث صحیح ہے۔ امام بیہقی نے اُسے صحیح قرار دیا ہے۔ حیاتِ انبیاء کی تائید وتوثیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شہدائے کرام کا زندہ ہونا اور قبروں میں انہیں رزق دیا جانا (یہ قرآن سے ثابت ہے) اور نبی کریم ﷺ تو شہیدوں کے سردار ہیں۔

علامہ ابنِ حجر مکی ہیتمی لکھتے ہیں: هو صلى الله عليه وسلم حيٌّ على الدّوام. (الجواهر المنظم، ص ۲۳، ادارۃ اشاعة القرآن والسنة)

یعنی، آپ ﷺ بطور دوام زندہ ہیں۔

شاہ عبدالحق محدّث دہلوی ارقام فرماتے ہیں: انبیاء راموت نبود وایشاں حی وباقی اند وموت ہماں ست کہ یک بار چشیدہ اند، بعد ازاں ارواح را باابدانِ ایشاں عادت کنند۔ (تکمیل الایمان فارسی، ص ۴۲، مطبع مجیدی، کان پور)

یعنی، انبیائے کرام زندہ اور موجود ہیں۔ ان کے لئے موت نہیں۔ یہ حضرات (وعدۂ الٰہی "کل نفس ذائقة الموت") کے مطابق ایک بار موت کا مزہ چکھ لیتے ہیں۔ بعد ازاں ان کی روحیں ان کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہیں۔

غرضیکہ جملہ انبیاء ومرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم کی دائمی زندگی کا مسئلہ اجماعی اور متفق علیہ ہے۔

اسماعیل دہلوی نے نبی اکرم ﷺ کو معاذاللہ مردہ ثابت کرنے کے لئے حدیث گھڑی اور حضور ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا...... (از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

بھائی کے برابر کرے (وہ) بے ادب ناسعادت مند ہے تو جو مردک حضرات انبیائے کرام اور خود حضور سیّد الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثنا کو کہے کہ "جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے" وہ بے باک گستاخ شیطان کا بچہ ہے۔ پھر محمد رسول اللہ ﷺ کا چھوٹا بھائی کیوں کر ہو سکتا ہے۔[29]

عقیدہ (۱۳): رسول اللہ ﷺ کو خُدا کہنا کفر ہے۔[30]

اور اُلوہیّت، مستلزماتِ اُلوہیّت (جن چیزوں سے خُدا ہونا لازم آئے) سے نیچے جو کچھ فضیلت، مرتبہ، خوبی، بزرگی ہے سب حضور کو شایان ہے۔ بشر وملک کسی کی تعریف کو حضور ﷺ کی تعریف سے کچھ نسبت نہیں۔ حضور کی تعریف جس قدر کثرت

---

(29) یہ بات مولوی اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان" ص ۴۲، مطبوعہ راشد کمپنی، دیوبند" میں لکھی ہے۔ اسی مولوی اسماعیل دہلوی نے جملہ انبیائے کرام علیہ التحیۃ والسلام کو "اپنا بڑا بھائی" لکھ کر اپنے دل کا بخار اس طرح نکالا ہے۔

چنانچہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: اولیاء وانبیاء، امام وامام زادہ، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، وہ سب انسان ہی ہیں اور بندہ عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۴۲، راشد کمپنی، دیوبند) (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(30) کیونکہ خدائے عزّوجل کو مخلوق سے تشبیہ دینا کفر ہے اور ظاہر سی بات ہے جب تشبیہ دینا کفر ہوا تو کسی مخلوق کو عین خدا کہنا بدرجہ اُولیٰ کفر ہوگا۔

"شرح فقہ اکبر" میں ہے: من شبّه الله بشيئ من خلقه فقد كفر. (شرح فقه اكبر، ص٣٤، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، جس نے اللہ کو مخلوق کے کسی وصف سے تشبیہ دی، وہ کافر ہے۔

سے ہو، جاں کا سرور اور ایمان کا نور ہے۔ جو کہے کہ ان کی تعریف وہی کرو جو بشر کی سی تعریف ہو بلکہ اس میں بھی کمی کرو (وہ) گستاخ بے ادب ہے۔[31]

(31) حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مقبول بارگاہِ رسالت "قصیدہ بردہ شریف" میں لکھتے ہیں:

دع ما ادعته النصاریٰ فی نبیھم　　واحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم

یعنی، عیسائیوں نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم اور فضیلت و بزرگی میں جو غلو کیا (یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہہ دیا) تم اپنے نبی کی فضیلت و بڑائی میں اس قسم کے غلو سے پرہیز کرو اور اس سے نیچے جس قدر بھی تعظیم و توقیر اور فضیلت و بزرگی ہے، سب اپنے نبی ﷺ کے لئے ثابت کرو اور اس پر مضبوطی سے قائم رہو۔

ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ افضل ترین مخلوق ہیں۔ آپ جملہ انبیاء و مرسلین کے سردار اور پیشوا ہیں اور پوری کائنات کے سب سے افضل، اعلیٰ اور بہتر انسان ہیں۔ اس لئے الوہیت اور مستلزماتِ الوہیت سے نیچے جو کچھ فضیلت، بزرگی، بڑائی اور خوبی ہے، سب ہمارے نبی کو زیبا اور آپ کے شایانِ ارفع کے لائق ہے۔

سیّد الملائکہ حضرت جبریل امین ارشاد فرماتے ہیں: قلبتُ مشارقَ الأرض ومغاربَها فلم أرَ رجلاً أفضلَ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم. (المواھب اللدنیہ، برکات رضا، پور بندر، گجرات)

یعنی، میں نے زمین کے چپے چپے اور کائنات کے ذرے ذرے کو چھان ڈالا لیکن محمد ﷺ سے افضل اور بہتر کسی کو نہ پایا۔

حضور سیّد عالم ﷺ کے فضائل و محاسن اور کمالات و خصوصیات کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے حضرت امام قاضی عیاض کی "کتاب الشفاء" امام سیوطی کی "خصائص الکبریٰ" امام قسطلانی کی "مواھب اللدنیہ" اور شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہم الرحمہ کی مایۂ ناز تصنیف "جواھر البحار فی فضائل المختار" کا مطالعہ کریں۔ ان شاء اللہ دلوں میں عظمتِ رسول کا چراغ روشن ہو جائے گا۔

اس قول کے قائل مولوی اسماعیل دہلوی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو، سو ان میں بھی اختصار (کمی) ہی کرو۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۳۳، جامعہ سلفیہ، بنارس)　　(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۱۴): انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اذن (اجازت) دیا ہے کہ تمام آسمان زمینوں کی بادشاہی میں تصرف فرمائیں۔ خصوصاً حضور پُرنور سیّد عالم ﷺ تو اللہ عزّوجلّ کے خلیفۂ اعظم وماذونِ (اجازت یافتہ) مطلق ہیں، ان کے حکم سے ان کے غلام دنیا میں تصرفات کرتے ہیں۔ جو کہے "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" وہ دل کا اندھا باطن کا گندہ ہے۔[32]

---

(32) اختیاراتِ مصطفیٰ: نبی کریم ﷺ کی قدرت اور اختیار و تصرف کے بے شمار دلائل وشواہد موجود ہیں۔

ربیعہ ابن کعب سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کے لئے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں حاضر کیا کرتا۔ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا: "سَل یا ربیعة" اے ربیعہ، جو کچھ مجھ سے مانگنا ہے مانگ لے۔ میں نے کہا: حضور میں جنت میں آپ کی رفاقت (ہم نشینی) مانگتا ہوں۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: اور کچھ، میں نے کہا: حضور بس یہی میرے لئے کافی ہے تو آپ نے فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، ۱/۱۹۳، مجلس برکات، مبارک پور)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: و یؤخذ من إطلاقه عليه السلام الأمر بالسوال أن الله تعالى مكنه من إعطاء كل ما أراد من خزائن الحقّ. (مرقات شرح مشكوٰة، ٤/ ٥٦٧، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، حضور ﷺ نے حضرت ربیعہ سے مطلق فرمایا: جو مانگنا ہے، مانگ لے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کو اپنے تمام خزانوں پر قدرت واختیار دیا ہے، آپ جسے چاہیں عطا کریں۔

علامہ ابنِ حجر مکی ہیتمی ارشاد فرماتے ہیں: وأنه خليفة الله الذى جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت إرادته يعطى منها من يشاء ويمنع من يشاء. (الجوهر المنظم، ص ٤٢، اداره مركز اشاعت قرآن وسنت، لاهور، پاكستان)

یعنی، نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب وخلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم وبخشش کا خزانہ اور اپنی نعمت کا دسترخوان آپ کے تصرف واختیار میں دے دیا ہے تو حضور جسے چاہتے ہیں خزانۂ الٰہی سے عطا کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں روک دیتے ہیں۔

=

عقیــدہ(۱۵):عالم میں انبیاء، اولیاء کا تصرف حیاتِ دنیوی میں اور بعد وصال بھی بعطائے الٰہی جاری ہے، قیامت تک ان کا دریائے فیض موجزن رہے گا۔ اللہ عزّوجلّ کی عطا سے ان کو یہ قدرت ماننا ہرگز شرک نہیں ہوسکتا۔ جو کہے کہ "خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے کہ ہر طرح شرک ہے" وہ مسلمانوں کو مشرک کہہ کر خود مشرک بنا اور احادیث وفقہ کی رُو سے اس پر کفر عائد ہو۔[33]

=

حدیثِ پاک میں ہے: إنما أنا قاسم والله يعطي.(صحيح البخاري، كتاب العلم، ص ۳۰، دار الكتاب العربي، بيروت) یعنی، میں خزانۂ الٰہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔

اس حدیثِ پاک میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختارِ کُل بنایا ہے اور اپنے کرم و بخشش کا خزانہ آپ کے تصرف واختیار میں دے دیا ہے۔

مُصنّفِ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحیح فرمایا ہے:

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ساتھ ہی مُنشیِ رحمت کا قلمدان گیا

نوٹ: جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اس قول کے قائل مولوی اسماعیل دہلوی ہیں۔(دیکھئے تقویۃ الایمان، ص۲۸، راشد کمپنی، دیوبند) (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(33)عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں: كان سيدي محمد بن أحمد فرغل يقول: أنا من المتصرفين في قبورهم فمن كان له حاجة فليأت إلى قبلة وجهي و يذكرها أقضها.(لواقع الأنوار في طبقات الأخيار، ۲/ ۱۰۵، مصطفى البابي، مصر)

یعنی، سیّدی محمد بن احمد فرغل فرمایا کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے ہوں جو اپنی قبروں میں تصرّف کرتے ہیں تو جسے کوئی حاجت درپیش ہو وہ میری قبر کے پاس آکر اپنی حاجت بتائے میں اس کی حاجت پوری کروں گا۔

حضرت مُلّا علی قاری ارشاد فرماتے ہیں: قيل إذا تحيرتم في الأمور فاستعينوا بأهل القبور. (مرقاة شرح مشكوة، ٤/ ۲۲۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

=

=

یعنی، کہا گیا ہے کہ جب تم دنیوی معاملات میں حیران و پریشان ہو جاؤ تو قبر والوں (اولیائے کرام و بزرگانِ دین) سے مدد طلب کرو۔

حضرت شاہ عبد الحق مُحدِّث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں: مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرار ہم گویند کہ تصرف بعضے اولیاء در عالم برزخ دائم وباقی است وتوسّل واستمداد بارواح مقدسہ ایشاں ثابت وموثر..... یکے از مشائخ گفتہ است کہ چہار کس از اولیاء را دیدم کہ در قبر خود تصرف می کنند مثل تصرف ایشاں در حالتِ حیات یا بیشتر ازاں جملہ شیخ معروف کرخی و شیخ عبد القادر جیلانی۔ (تکمیل الایمان فارسی، ۴۳۔۴۴، مطبع مجیدی، کانپور)

یعنی، مشائخ صوفیہ فرماتے ہیں کہ بعض اولیائے کرام کا تصرُّف عالم برزخ میں باقی و جاری ہے اور ان اولیائے کرام کی ارواحِ مقدسہ سے توسّل و استمداد ثابت اور موثر ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ میں نے چار اولیائے کرام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں دنیا سے زیادہ تصرُّف فرماتے ہیں۔ ان چاروں بزرگوں میں سے ایک حضرت شیخ معروف کرخی اور دوسرے غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی ہیں۔

نوٹ: اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے تصرُّفات واختیارات سے متعلق علماء و مُحدِّثین کے اقوال آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب لگے ہاتھوں مولوی اسماعیل دہلوی کا نظریہ بھی ملاحظہ کریں۔ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۲، ادارہ بحوثِ اسلامیہ، جامعہ سلفیہ، بنارس)

فائدہ: کفار و تکفیر جانبین میں سے کسی ایک کی طرف لوٹتی ہے مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کافر کہا اور وہ دوسرا شخص حقیقت میں کافر ہے تو فبہا ورنہ یہ کفر خود کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا اور دوسرے کو کافر کہنے والا شخص خود کافر ہو جائے گا۔

"مسلم شریف" کی حدیث ہے: إذا أكفر الرجل أخاه فقد باء بها أحدهما. (مسلم شریف، مقدمہ)

یعنی، جب ایک آدمی اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو وہ کفر دونوں میں سے کسی ایک طرف کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

علامہ ابنِ حجر ہیتمی "الاعلام بقواطع الإسلام" میں لکھتے ہیں: ولو قال لمسلم يا كافر بلا تأويل كفر لأنه سمى الإسلام كفراً. (إعلام بقواطع الإسلام، ص ۳، مكتبة الحقيقة، تركی)

یعنی، جو شخص کسی مسلمان کو بلا تاویل و توجیہ کافر کہے وہ خود کافر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر کا نام دے دیا۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ (۱۶): انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰت والثناء کو واسطۂ فیض جان کر ان سے استمداد واستعانت اور وقتِ حاجت بہ نیتِ توسُّل انہیں ندا کرنا (یعنی) یارسول اللہ، یا علی، یاحسین، یاشیخ عبدالقادر الجیلانی کہنا ضرور جائز وروا ہے۔ جو کہے کہ "جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے سو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہے" یہ کہنے والا اور ابولہب، عداوتِ محبوبِ خُدا وایذائے بندگانِ خُدا میں برابر ہے۔[34]

---

(34) امام تقی الدین ابوالحسن علی سبکی لکھتے ہیں: إعلم أنه يجوز ويحسن التوسُّل والاستغاثة والتشفّع بالنبي صلى الله عليه وسلم إلى ربه سبحانه وجواز ذلك من الأمور المعلومة من فعل الأنبياء والمرسلين وسير السلف الصالحين والعلماء والعوام من المسلمين ولم ينكر ذلك أحد من أهل الأديان ولا سمع به فى زمن من الأزمان حتى جاء ابن تيمية فتكلّم فيه. (شفاء السقام، ص ۱۳۳، مكتبة الحقيقة، تركى)

یعنی، نبی کریم ﷺ سے توسل، استمداد اور استغاثہ اور بارگاہِ الٰہی میں آپ کو شفیع بنانا جائز اور امر مستحسن ہے۔ ان اُمور کا جائز ہونا معلوم ومشہور ہے۔ انبیائے کرام، سلف صالحین، علمائے اسلام اور عوام مسلمین کے فعل وعمل سے ان کا جواز ثابت ہے۔ توسل واستعانت کا نہ کسی نے انکار کیا اور نہ اب تک کسی سے اس کا انکار سنا گیا۔ ابنِ تیمیہ نے سب سے پہلے اس مسئلے میں کلام کیا۔

علامہ ابنِ حجر مکی ہیتمی فرماتے ہیں: الاستغاثة والتوسل به صلى الله عليه وسلم حسن فى كل حال قبل خلقه وبعد خلقه فى الدنيا والآخرة والمستغاث به فى الحقيقة هو الله تعالىٰ والنبي صلى الله عليه وسلم واسطة بينه وبين المستغيث. (الجوهر المنظم، ص ٦١، ٦٢، اداره اشاعت قرآن وسنت، لاهور)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ سے استمداد وتوسل ہر حال میں جائز ہے۔ ولادت سے پہلے اور بعد وفات بھی، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ حقیقی استعانت اور حقیقی مستعان ومستغاث اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور ﷺ خدا اور مخلوق (استغاثت کرنے والا) کے درمیان رابطہ وواسطہ ہیں۔

=

عقیدہ(۱۷) : وہ علوم کہ تعلیماتِ شریعت واحکامِ ملت ہیں (اور) انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے ملتے ہیں (وہ) قطعاً یقیناً ہر طرح تحقیقی ہیں۔ جو "ان تقلیدی علم اور

=

فائدہ: ڈاکٹر سیّد محمود صبیح مصری نے مذاہبِ اربعہ کے تقریباً پچاس مشہور ائمہ ومشائخ، فقہاء وعلماء کے نام بتائے ہیں جنہوں نے توسل واستعانت کو جائز لکھا ہے۔

تفصیلی معلومات کے لئے سیّد محمود صبیح کی کتاب "أخطاء ابن تیمیه فی حق رسول الله وأهل بیته" کا مطالعہ فرمائیں۔

نوٹ: دلچسپ بات یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان، ص ۷۱، مطبوعہ جامعہ سلفیہ بنارس" میں انبیائے کرام علیہم الصلوات والثناء اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے استمداد وتوسّل کو شرک لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ " یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں " یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ " یعنی، اے شیخ عبد القادر دو تم اللہ کے واسطے، یہ لفظ نہ کہنا چاہیے۔ ہاں اگر یوں کہے کہ "یا اللہ! کچھ دے شیخ عبد القادر کے واسطے سے تو بجا ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۱۹، جامعہ سلفیہ، بنارس)

ہم اہلسنّت وجماعت استمداد وتوسّل کے ساتھ بزرگانِ دین کو ندا کرتے ہیں تو ہمارا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اے اللہ! فلاں بزرگ یا فلاں ولی کے وسیلے سے ہماری حاجت پوری فرما۔ معاذ اللہ! ہم اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کو خدا سمجھ کر نہیں پکارتے اور نہ ہی خدا سمجھ کر ان سے توسّل واستمداد کرتے ہیں۔

اسماعیل دہلوی نے توسل واستمداد اور ندا کی جس صورت کو بجا یعنی جائز کہا ہے ہم اہلسنّت اسی صورت پر عمل پیرا ہیں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی یہی بات لکھی ہے اور اس طریقے سے توسّل کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: توسل کی تیسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اس مقبول مخلوق کی برکت سے، اس کو جمہور نے جائز رکھا ہے اور ابن تیمیہ اور ان کے متبعین نے منع کیا ہے۔ (مسئلہ تکفیر، ص ۷۱، نعیمیہ بک ڈپو، دیوبند)

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

بے وساطتِ انبیاء علوم شرعیہ ملنا (جائز) ٹھہرا کر ان ساختہ جہالتوں کو تحقیقی علم کہے" خبیث دجال ہے۔

عقیدہ (۱۸) : جو شخص انبیاء واولیاء کے پکارنے پر شرک ثابت کرنے کو کہے کہ "اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ ونقصان نہیں پہنچاسکتے، محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے "اس ناکارہ ابلیس کارونے انبیاء اللہ کو ناکارے لوگ کہہ کر ان کی شان میں گستاخی کی۔

عقیدہ (۱۹) : جو اس دعویٰ کے لئے یہ مثال دے کہ " جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کو تو کا کیا ذکر ہے "اس نے رسول اللہ ﷺ وسائر (بقیہ تمام) انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ایسے ناپاک معلون الفاظ کہہ کر اللہ ورسول کو ایذا دی اور دونوں جہان میں خدا کی لعنت کا مستحق ہوا۔ (35)

---

(35) مولوی اسماعیل دہلوی نے انبیاء واولیاء کے پکارنے والوں پر شرک کا حکم لگایا ہے اور اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے یہ بھونڈی مثال دی ہے۔ دیکھئے اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان، ص ۱۴۱، ادارہ بحوث اسلامی، جامعہ سلفیہ، بنارس"

خود کو مسلمان کہنا اور حضور نبی اکرم ﷺ ودیگر انبیائے کرام کی شانِ ارفع میں معاذ اللہ! "چوہڑے چمار" جیسے نازیبا کلمات استعمال کرنا، گستاخی وگمراہی کی انتہا ہے۔

=

عقیدہ(۲۰) : جو غیر نبی کو احکامِ شرعیہ کی وحی آنا مانے بڑے دجّال کا چھوٹا بھائی ہے۔

عقیدہ(۲۱) : جو غیر نبی کو مثل انبیاء معصوم جانے (وہ) خبیث رافضی ہے۔ (36)

=

توہین انبیاء ﷺ کا شرعی حکم: حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "کتاب الخراج" میں ارشاد فرماتے ہیں: أيما رجل مسلم سب رسول الله صلى الله عليه وسلم أو كذبه أو عابه أو تنقصه فقد كفر بالله و بانت منه زوجة . (كتاب الخراج، ص۱۹۹، المكتبة الأزهرية، مصر)

یعنی، جو مسلمان حضور ﷺ کو گالی دے یا آپ کو جھٹلائے، عیب جوئی کرے یا آپ کی شان گھٹائے وہ کافر ہے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

"کتاب الشفا" میں ہے: من شتم الأنبياء أو أحدمنهم أو تنقصه قتل ولم يستتب . (كتاب الشفاء، ۲/ ۳۰۲، بر كات رضا، پور بند)

یعنی، جو شخص تمام انبیائے کرام یا کسی ایک نبی کو گالی دے یا ان کی شان گھٹائے، اسے قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی قابل تعظیم اور لائق احترام ہیں۔

حدیث قُدسی میں ہے: من عادیٰ لی ولياً فقد أذنته بالحرب.

جو میرے ولی سے عداوت رکھے وہ مجھ سے جنگ کے لئے تیار رہے۔

اس سے اولیائے کرام کی عظمت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(36) انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم السلام معصوم ہیں: اہلسنّت و جماعت کے نزدیک "معصوم" صرف انبیائے کرام وملائکہ عظام ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔ قرآن وحدیث اور کُتُب عقائد وکلام میں انبیائے کرام وملائکہ عظام کی "عصمت" یعنی ان کے معصوم ہونے پر کثیر دلائل وشواہد موجود ہیں۔ غیر نبی کو معصوم کہنا یہ رافضی (شیعہ) کا مذہب ہے۔

شاہ عبدالعزیز مُحدِّث دہلوی لکھتے ہیں: العدالة شرط الإمامة لا العصمةُ خلافاً للشيعة. (تحفه إثنا عشريه عربی، ص ۱۲، مكتبة الحقيقة، تركی)

=

=

یعنی، امامت کے لئے عدالت شرط ہے، عصمت (معصوم ہونا) شرط نہیں لیکن شیعہ کا اس میں اختلاف ہے۔

(شیعہ حضرات امامت کے لئے عصمت کو شرط مانتے ہیں اور ائمہ کو معصوم گردانتے ہیں)۔

"شرح فقہ اکبر" میں ہے: الأنبياء كلّهم منزّهون عن الصّغائر والكبائر والكفر والقبائح. (شرح فقه اكبر، ص ۱۰۰، ۹۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، تمام انبیائے کرام گناہِ صغیرہ و کبیرہ، کفر اور بُری باتوں سے پاک اور معصوم ہیں۔

"شرح مواقف" میں ہے: أجمع أهل المِلَل والشرائع كلّها على وُجوب عصمتهم. (شرح مواقف، ٤/ ٢٨٨، جز ٨، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، تمام ادیان و مذاہب کے ماننے والے انبیائے کرام کی عصمت (معصوم ہونے) پر متفق ہیں۔

امام عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں: الأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلّهم معصومون لا يصدر عنهم ذنب ولو صغيرة سهواً. (اليواقيت والجواهر، ص ٢٣١، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، تمام انبیائے کرام معصوم ہیں، اس سے گناہ صادر نہیں ہوتا اگرچہ گناہِ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ (نہ قصداً) نہ سہواً۔

امام تقی الدین ابو الحسن علی سبکی لکھتے ہیں: المختار أنهم معصومون من الكبائر والصغائر. (شفاء السقام في زيارة خير الأنام، ص ١٩٥، مكتبة الحقيقة، تركي)

یعنی، مذہب مختار یہی ہے کہ انبیائے کرام گناہِ صغیرہ و کبیرہ سے منزہ اور معصوم ہیں۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ (۲۲) : غیر نبی کو احکامِ شرعیہ جزئیہ خواہ کلیہ بے وساطتِ نبی پہنچنا محال ہے جو اس کا دعویٰ کرے اس پر کفر لازم ہے۔ جو کسی غیر نبی کا ہم استاذ اور من وجہ انہیں تقلیدِ انبیاء سے آزاد کہے (وہ) بددین، ضال، گمراہ ہے اور اس پر کفر لازم ہے۔ (37)

(37) احکامِ شرعیہ جزئیہ وکلیہ انبیائے کرام کو "وحی نبوت" کے ذریعے پہنچتے ہیں اور وحی نبوت انبیائے کرام کے ساتھ خاص ہیں۔ غیر نبی مثلاً ولی یا عالم، فقیہ یا عام آدمی کے پاس وحی کا آنا محال ہے۔ غیر نبی اگر وحی کا دعویٰ کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

"کتاب الشفا" میں ہے: من أدعى منهم أنه يوحى إليه وإن لم يدعي النبوة....هو كافر مذب للنبي صلى الله عليه وسلم. (كتاب الشفاء، ۲/ ۲۵۸، بركات رضا، پور بندر، گجرات)

یعنی، جو شخص اپنے پاس نزولِ وحی کا دعویٰ کرے، اگرچہ نبوت کا دعویٰ دار نہ ہو وہ کافر ہے اور نبی کریم ﷺ کو جھٹلانے والا ہے۔

حضرت شاہ عبد الحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں: جمیع علوم ارضی وسماوی کمالاتِ علمی و عملی بوساطت انبیاء بہ خلق رسیدہ است۔ (تکمیل الایمان فارسی، ص۳۸، مطبع مجیدی، کانپور)

یعنی، زمین وآسمان کے تمام علوم اور ہر طرح کے علمی و عملی کمالات مخلوق کو انبیائے کرام کے واسطے سے ملتے ہیں۔ تو جب علوم وفنون اور علمی و عملی کمالات بے وساطتِ انبیاء مخلوق تک پہنچنا ممکن ہے تو پھر بے وساطتِ انبیاء احکامِ شرعیہ کا مخلوق تک پہنچنا کیونکر ممکن ہو گا۔

ہاں! بعض اوقات ولی کے دل میں سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے، اسے الہام کہتے ہیں۔ یہ دوسری چیز ہے اسے وحی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ الہام حق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب اور صالح بندوں کے دلوں میں غیب کی باتیں ڈال دیتا ہے، اسی کو الہام کہتے ہیں۔

حضرت ملا علی قاری کے بقول: الإلهام وهو علم حق يقذفه الله من الغيب في قلوب عبادة. (مرقاة شرح مشكوة، ۱/ ٤٤٥، دار الكتب العلمية، بيروت) (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۲۳) : رسول اللہ ﷺ کا علم تمام جہان کے علم سے وسیع تر ہے، جو کہے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نصّ سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے، وہ کافر مرتد ہے۔ (38)

---

(38) نبی کریم ﷺ کے علوم کی وسعت: امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

فان من جودك الدنيا و ضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

دنیا وآخرت آپ کے دریائے سخاوت کے چند قطرے اور لوح وقلم کا آپ ﷺ کے علم وحکمت کا ایک حصہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی وسعتِ علم کا اندازہ اس حدیث سے لگائیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيتُ ربّي أحسن صورة، قال: فيم يختصم الملأ الأعلىٰ؟ قلتُ: أنت أعلم، قال: فوضع كفه بين كتفي فوجدتُ بردَها بين ثدى فعلمتُ ما فى السموت والأرض. (مشكوة المصابيح، باب المساجد،ص٦٩،٧٠، مجلس بركات، مباركپور)

یعنی، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو سب سے بہتر تجلّی میں دیکھا۔ رب نے فرمایا: فرشتے کس چیز میں بحث کرتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: میرے مولیٰ! تو سب سے بہتر جاننے والا ہے۔ پس میرے رب نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی تو میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے: قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم. (بخارى شريف، كتاب بدء الوحى، ١/ ٤٥٣، مجلس بركات، مباركپور)

یعنی، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار ہمارے درمیان نبی کریم ﷺ ممبر پر رونق افروز ہوئے اور ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کی باتوں کی ہمیں خبر دی، یہاں تک کہ جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں۔

یہ ہے ہمارے نبی ﷺ فداہ ابی وامی کے علم پاک کی وسعت!

=

=

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں: وفيه دلالة على أنه أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال المخلوقات من ابتداء ها إلى انتهاء ها ، وفي إيراد ذلك كله في مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة، وكيف ؟ وقد أعطى جوامع الكلم من ذلك. (عمدة القاری شرح البخاری، ١٥/ ١١٠، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک مجلس میں ساری مخلوقات کے تمام حالات بیان کر دیئے ابتدا سے انتہا تک اور ایک مجلس میں تمام حالات کا بیان کر دینا یہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو؟ آپ صاحب معجزہ ہونے کے ساتھ جوامع الکلم بھی ہیں۔

امام علی بن محمد خازن شافعی آیت کریمہ" خلق الإنسان وعلمه البيان" کے تحت لکھتے ہیں: قيل: أراد بالإنسان محمد صلى الله عليه وسلم، علمه البيان يعني بيان ماكان ومايكون لأنه صلى الله عليه وسلم ينبئ عن خبر الأولين والآخرين وعن علوم الدين. (تفسير خازن، ٤/ ٢٢٥، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی، کہا گیا ہے کہ یہاں آیت میں انسان سے مراد جناب محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات ہے اور تعلیم بیان کا مطلب "ماکان ومایکون کا علم" ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ماکان ومایکون کا علم دیا) کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اولین وآخرین اور دین کے علوم کی خبر دیتے ہیں۔

اس لئے تو ہمارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "أنا مدينةُ العلم "یعنی میں علم کا شہر ہوں۔ تو جو علم ہو یقیناً اس کا علم تمام جہان کے علم سے وسیع ہوگا اور ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم پاک تمام جہان کے علم سے وسیع تر ہے۔ جیسا کہ ابھی تفصیلی دلائل سے معلوم ہوا۔

نوٹ: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے شیطان وملک الموت کی وسعتِ علم کو نصّ (قرآن) سے ثابت مانا ہے اور جنابِ فخر دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وسعتِ علم کا یہ سوال کر کے انکار کیا ہے کہ "فخر دوعالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصّ قطعی ہے ؟ دیکھئے (براہین قاطعہ، ص ۵۵، کُتُب خانہ امدادیہ، دیوبند)

حیرت ہوتی ہے انبیٹھوی صاحب کی موٹی عقل پر کہ جب زمین کا علم محیط (وسیع علم) معلم کائنات جنابِ محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے ماننا شرک ہوا تو لامحالہ اسے شیطان اور ملک الموت کے لئے بھی ماننا شرک ہوگا۔ کیونکہ شرک کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی غیر کو شریک کرنا تو بھلا ایک ہی چیز کا ثبوت پیغمبر آخر الزمان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حق میں "شرک" اور شیطان وملک الموت کے حق میں "عین ایمان" کیسے ہو جائے گا؟

=

عقیدہ (۲۴): جس وصف کا اثبات مخلوق میں کسی ایک فرد کے لئے شرعاً شرک ہو، وہ تمام مخلوق میں جس کے لئے ثابت کیا جائے شرک ہو گا کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا تو جو شخص زمین کا علم محیط نبی ﷺ کے لئے ماننے کو شرک بتائے اور کہے شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ پھر اپنے منہ اسی علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانے۔ وہ خود اپنے اقرار سے مشرک ہے اور ابلیس لعین کا پوجنے والا۔

عقیدہ (۲۵): خاتم النبیین کے قطعاً یہی معنیٰ کہ سب انبیاء سے پچھلے یعنی ان کی بعثت کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے خاتم النبیین کے یہی معنی بیان فرمائے اور یہی تمام مسلمانوں کے ذہن و اعتقاد میں ہیں اور اس میں حضورِ اقدس ﷺ کی بڑی اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے۔ جو "اس معنیٰ کو خیالِ عوام بتائے اور ان میں فضیلت نہ مانے اور مقامِ مدح میں ذکر کے لائق نہ جانے" وہ یقیناً کافر مرتد ہے۔(39)

=

امتی ہو کر اپنے نبی کے ساتھ یہ بخیلی اور ناروا سلوک

بریں عقل و دانش بباید گریست

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی — نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

(39) ختم نبوت کا ثبوت: آیت کریمہ "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" کہ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

=

=

یہ آیت کریمہ ہمارے نبی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی الثبوت اور واضح الدلالت ہے۔ اس میں کسی تاویل وتخصیص کی گنجائش نہیں۔ قرآن کے علاوہ احادیثِ طیبہ سے بھی آپ کا "خاتم النبیین" ہونا ثابت ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے: أنا خاتم النبیین " (بخاری شریف، کتاب المناقب، حدیث ۳۵۳۵، ص ۷۲۰، دارالکتاب العربی، بیروت)

یعنی، میں سب سے آخری نبی ہوں۔

"مشکوٰۃ ، ۲/ ۳۵٤، دارالکتب العلمیة ،بیروت" میں حدیث نقل کی گئی ہے کہ: "ختم بی النبیون "

یعنی، میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

ترمذی ومسلم شریف کی حدیث ہے: أنا العاقب لیس بعده نبیٌّ. (مسلم شریف، کتاب الفضائل، حدیث : ٦١٠٥، دارالکتاب العربی، بیروت)(جامع الترمذی، کتاب الاداب، حدیث ۲۸٤۰، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی، میں سب سے آخر میں آنے والا نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

"انا خاتم النبیین ولا فخر " (جامع الصغیر مع فیض القدیر، ۳/ ٥٦، دارالکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، میں آخری نبی ہوں، لیکن اس پر فخر نہیں کرتا۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: من ادعی نبوة أحد مع نبینا صلی اللہ علیه وسلم أو بعده.... فهو کافر مکذب للنبی صلی اللہ علیه وسلم لأنه أخبر صلی اللہ علیه وسلم أنه خاتم النبیین وأخبر عن اللہ تعالیٰ أنه خاتم النبین .... وأجمعت الأمة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وأن مفهوم المرادبه، دون تاویل وتخصیص فلا شك فی کفره.(کتاب الشفاء، ۲/ ۲۵۸، برکات رضا، پوربندر، گجرات)

یعنی، جو شخص ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے اور حضور کو جھٹلانے والا ہے کیونکہ خود نبی اکرم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ "وہ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو گا" اسی طرح اللہ عزوجل نے اپنی کتاب قرآن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا اعلان کیا ہے۔ نیز علمائے امت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ آیت کریمہ "وخاتم النبیین" اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے، اس

=

=

میں کسی تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں۔ لہٰذا حضور کو آخری نبی نہ ماننے والا کافر ہے اور اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

یہ تو امام قاضی عیاض اندلسی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ تھا۔ اب عہد اورنگزیب عالمگیر کے حنفی علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ سماعت فرمائیں کہ حضور ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا کافر ہے۔

"فتاویٰ عالمگیری" میں ہے: إذا لم یعرف الرجل أن محمداً صلی اللہ علیہ وسلم آخر الأنبیاء فلیس بمسلم. (فتاویٰ عالمگیری، ۲/ ۲۶۳، زکریا بک ڈپو، دیوبند)

یعنی، جو شخص جناب محمد ﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے، مسلمان نہیں۔

غیر مقلدین کے مذہبی پیشوا تقی الدین ابن تیمیہ لکھتے ہیں: لا بد قی الإیمان بأن محمداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین. (الفرقان بین أولیاء الرحمن، ص ٤٣، مکتبہ العصریۃ، بیروت)

یعنی، اللہ تعالیٰ کے رسول محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ارقام فرماتے ہیں: إعلم أن الإجماع منعقد علی أنہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین. (الیواقیت والجواھر، ص ۲۸۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

یعنی، حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر علمائے امت کا اجماع ہے۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور جمہور علمائے امت نے آیت کریمہ "خاتم النبیین" کا معنیٰ "آخری نبی" بتایا ہے لیکن مولوی قاسم نانوتوی پہلا شخص ہے جس نے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کا انکار کیا ہے اور خاتم النبیین سے "آخری نبی" کا معنیٰ مراد لینے کو "عوام کا خیال" بتایا ہے۔

نانوتوی کی پوری عبارت "تحذیر الناس" میں اس طرح ہے: سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخاتم النبیین " فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ (تحذیر الناس، ص ۳، کتب خانہ امدادیہ، دیوبند)

=

عقیدہ (۲۶) : ختمِ نبوت نے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یا قیامت تک حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا دروازہ قطعاً بند کر دیا۔ اسے مسلمانوں کا ایک ایک بچہ جانتا ہے اور یہ نہ ہو گا مگر جبکہ کوئی دوسرا نبی ہونا ختمِ نبوت کے صریح منافی و مخالف ہو کہ منافی نہ ہو تو ختم نبوت سے اس کا ردو انکار کیونکر صحیح ہو گا؟ تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ بعثت حضورِ اقدس کے بعد دوسرا نبی ہونا ضرور ختمِ نبوت کا منافی سمجھے اور بر تقدیرِ سمجھے اور بر تقدیرِ وقوع منافی شے کا باقی رہنا اور اس میں فرق نہ ماننا محال۔ کوئی عاقل تو عاقل کوئی پکا مجنون بھی نہ کہے گا۔

تو ثابت ہوا کہ " جو کہے بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" وہ یقیناً خاتمیت کے متواتر معنٰی کو جو خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے اور مسلمانوں میں ضروریاتِ دین سے آئے ، باطل کرتا اور اللہ ورسول کی مراد کو صاف بدلتا، رد کرتا ہے اور کھلا کافر مرتد ہے۔ نصِ قطعی کی جو مراد ضروریاتِ دین سے ہو اس کا منکر ہونا اور اس کے خلاف جی سے گڑھنا ہی اس کے کافر ہونے کو بس ہے۔ اگرچہ اس کے مفاد کو کسی دوسری دلیل سے

=

موضوع کی مناسبت سے یہاں مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کا ایک اہم اقتباس نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں: بعض علمائے دیوبند کو خان بریلوی (امام احمد رضا خاں بریلوی) یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو "خاتم النبیین" نہیں جانتے .... لہٰذا وہ کافر ہیں۔ تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ خان صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے، جو ایسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے۔ (اشد العذاب) (از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ثابت بھی مانے کہ ایک ضروری دینی کا وہ انکار کر چکا۔ آیت میں ختمِ زمانی باطل کر کے ختمِ زمانی کا قائل بننا اور اس کے منکر کو کافر کہنا ہی اس کا شیطانی مکر اور خود اپنے کفر پر فتویٰ ہو گا کہ ختمِ زمانی کا منکر تو انکار آیت ہی سے کافر ہو اتھا۔ جب آیت کے یہ معنٰی ہی نہیں تو منکر کیوں کافر بنے گا۔ تاویل معلون کہ آیت میں گھڑی احادیث میں کیا نہ ہو سکے گی۔ مسلمان جو ختمِ نبوت پر ایمان لائے ہیں انہیں آیت و احادیث کی بنا پر اور ان کے معنٰی ختمِ زمانی سمجھ کر، جب ان کی یہ سمجھ باطل کر چکا تو ان کا دامن کس منہ سے پکڑے گا۔ بداہۃً ظاہر ہوا کہ ایسا شخص قطعاً کافر ہے اور ختمِ زمانی کا اقرار اس کا محض مکر ابلیسی اور اس کے منکر کو کافر کہنا اس کا خود اقراری کفر ہے اور جو اس کی ان تسویلات (تاویل، حیلہ، مکر و فریب) سے اسے مسلمان بنانا چاہتے ہیں (وہ) خود کافر ہیں۔

ائمہ دین فرماتے ہیں: مَن شكَّ فى عَذابه و كُفره فقد كَفَر۔ (40)

---

(40) ایک ضروری وضاحت: ائمہ کرام، فقہائے عظام اور علمائے ذوی الاحترام کی کتابوں میں ایمان و کفر سے متعلق ابحاث میں بالعموم یہ جملہ "من شك فى عذابه و كفره فقد كفر" دیکھنے اور پڑھنے کو ملتا ہے۔ اس جملہ کو لے کر بہت سے صلح کل افراد ائمہ و فقہاء پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولوی لوگ صرف کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور تکفیر مسلمین میں عجلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان مولویوں کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے اور بلاوجہ مسلمانوں کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ

مخالفین اہلسنت نے اس جملہ کو لے کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت کو کچھ زیادہ ہی مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اس جملے کی حقیقت پر غور کرنا ضروری ہے۔ راقم الحروف (محمد طفیل احمد مصباحی) اپنی ناقص معلومات کی حد تک عرض کرتا ہے کہ اس جملے میں "کفرہ" کی ضمیر کا مرجع "ضروریات

=

=

دین کا منکر" ہے۔ اب اس جملے کا ترجمہ یا مطلب یہ ہو گا کہ "جو شخص ضروریاتِ دین کے منکر کے عذاب اور کفر میں شک کرے، وہ کافر ہے۔"

ائمہ کرام وفقہائے عظام نے یہ فتویٰ اس لئے صادر فرمایا ہے کہ "مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا یہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے" قرآنِ کریم نے بہت سارے مقامات پر کافر کو کافر ہی کہا ہے۔ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ اس لئے فقہائے کرام وائمہ اسلام نے یہ فتویٰ صادر فرمایا: "من شك فی عذابه و كفره فقد كفر" کہ جو ضروریاتِ دین کے منکر کے عذاب وکفر میں شک کرے، وہ کافر ہے۔

ضروریاتِ دین کے منکر کے بارے میں حضرت امام قاضی عیاض اندلسی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ اپنی مایۂ ناز تصنیف "کتاب الشفا" میں تحریر فرماتے ہیں: الإجماع علیٰ كفر من لم يكفر أحداً من النصارىٰ واليهود وكلّ من فارق دين المسلمين أو وقف فى تكفير هم أو شك. (كتاب الشفا، ۲/ ۲۸۱، بركات رضا، پوربندر، گجرات)

یعنی، جو شخص یہود ونصاریٰ اور دین اسلام سے جدا ہونے والوں کو کافر نہ کہے یا اس کے کفر میں توقّف یا شک کرے وہ خود کافر ہے۔ اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے۔

اسی "کتاب الشفا" میں ہے: (الإجماع علىٰ) كفر من لم يكفر من دان بغير ملّة الإسلام أو وقف فيهم أو شك أ و صحح مذهبهم وإن أظهر الإسلام. (كتاب الشفا، ۲/ ۲۸۵، بركات رضا، پوربندر)

یعنی، وہ شخص کافر ہے جو غیر ملت اسلام کا عقیدہ رکھنے والوں کو کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح بتائے۔ اگرچہ وہ شخص اپنے اسلام کا اظہار کرے۔

حضور سیّد عالم ﷺ کا خاتم النبیین (آخری نبی) ہونا چونکہ قرآن سے ثابت ہے اور قرآن پر ایمان واعتقاد ضروریاتِ دین میں سے ہے اور ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے۔

اس لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی نے ختمِ نبوت کے منکر کے حق میں یہ فیصلہ صادر فرمایا: من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ (از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ (۲۷): کراماتِ اولیاء حق ہیں[41] اور انہیں میں سے ہے ان کا کشف اور اس کے ذریعہ سے انہیں علومِ غیب عطا ہونا جو بامداد نبی کریم ﷺ ہوتا ہے (یہ حق ہے) (تو) جو مطلقاً کہے "شرک سب عبادت کا نور کھودیتا ہے۔ کشف کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں" وہ خبیث، گمراہ، معتزلی ہے۔

عقیدہ (۲۸): رسول اللہ ﷺ کو لاکھوں فضائل وکمالاتِ عالیہ ایسے عطا ہوئے کہ کسی نبی ورسول کو نہ ملے تو یوں کہنے والا کہ "جو خوبیاں وکمالات اللہ نے ان کو بخشے ہیں وہ سب رسول کے دینے میں آجاتے ہیں" جھوٹا، کذّاب، خبیث ہے اور رسول اللہ ﷺ کے خصائصِ عالیہ وافضلیت علی الرُّسُل کا منکر اور گمراہ، بددین، خائب، خاسر ہے۔

---

(41) **کراماتِ اولیاء کا ثبوت:** "شرح عقیدۂ واسطیہ" میں ہے: ومن أصول أهل السنة والجماعة: التصديق بكرامات الله....فالكرامة ثابتة بالقرآن والسنة والواقع سابقاً ولا حقاً.(شرح عقيدة واسطيه، ص ٦١٧، المكتبة التوفيقيه،مصر)

یعنی، اہلسنّت کے اُصول وقواعد میں سے ایک کراماتِ اولیاء کی تصدیق بھی ہے۔ کراماتِ اولیاء حق ہیں اور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور بہت ساری کرامات واقع ہوچکی ہیں۔

امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی فرماتے ہیں: إعلم أن مذهب أهل الحق إثبات كرامات الأولياء وأنها واقعة موجودة مستمرة فی الأعصار.(بستان العارفين، ص ٥٩، ابناء مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی)

یعنی، کراماتِ اولیاء حق وثابت ہیں اور ہر دور میں کرامات کا ظہور وصدور ہوا ہے۔

یہی اہل حق کا مذہب ہے۔

عقیدہ(۲۹):رسول اللہ ﷺ کی شفاعت حق ہے اور وہ اہلِ کبائر کے لئے ہے اگرچہ عمر بھر ان کے عادی رہے ہوں۔[42]

(42) نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا ثبوت: حدیث پاک میں ہے: شفاعتي لأهل الكبائر مِن أمتي. (ترمذی شريف، ٢/ ٦٦، كتب خانه رشيديه، دهلی)(مشكوٰة، ٢/ ٣٢٨، دارالكتب العلمية، بيروت)

یعنی، میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

"شرح عقائد" میں ہے:والشفاعة حق. (شرح عقائد نسفی، مجلس بركات، مباركپور)

یعنی، شفاعت حق ہے۔

"تفسیر ابنِ عباس" میں ہے:عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا. أن يقيمك مقاماً محموداً مقام الشفاعة. (تفسير ابن عباس، ص ٣٠٤، دارالكتب العلمية، بيروت)

یعنی، آیت کریمہ "عسیٰ ان یبعثك....میں "مقامِ محمود" سے "مقامِ شفاعت" مراد ہے۔

"تفسیر طبری" میں ہے:فقال أكثر أهل العلم : ذلك هو المقام الذي يقوم صلى الله عليه وسلم يوم القيامة للشفاعة للناس. (تفسير طبرى، ١٥، ١٤٤،١٤٣، مكتبه ابن تيميه، مصر)

یعنی، اکثر اہل علم کا قول ہے کہ آیت کریمہ میں "مقامِ محمود" سے "مقامِ شفاعت" مراد ہے۔ آپ ﷺ قیامت کے دن اس مقام پر متمکن ہو کر لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں: عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المقام المحمود الشفاعة. (تفسير درمنثور، ٥/ ٣٢٤)

یعنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: أعطيتُ الشفاعةَ. (بخاری ، كتاب التيمم،حديث :٣٣٥، ص ٨٢، دار الكتاب العربي، بيروت)

یعنی، مجھے شفاعت کا تاج پہنایا گیا۔ (از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ (۳۰): شفاعت کے لئے تائب ونادم ہو کر مرنا بھی اہلسنّت کے نزدیک شرط نہیں۔ حدیث میں فرمایا: ندامت توبہ ہے اور فرمایا توبہ کرنے والا گنہگار بے گناہ کے مثل ہے تو جو شخص شفاعت کی صرف یہ صورت گڑھے کہ "چور پر چوری تو ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں قصور پر شرمندہ ہوتا ہے اور رات دن ڈرتا ہے ایسے کی شفاعت ہو سکتی ہے" وہ حقیقتاً شفاعت کا منکر اور معتزلی، بددین، گمراہ ہے۔ (43)

عقیدہ (۳۱): اللہ عزّوجلّ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ودیگر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بہت علومِ غیب عطا فرمائے، علومِ غیب ملنے میں انبیائے کرام ہی اصل

---

(43) امام ابو الحسن اشعری قدس سرہ لکھتے ہیں: وقال أهل السنة والإستقامة بشفاعة رسول الله صلى الله عليه وسلم لأهل الكبائر من أمتي. (مقالات الإسلامين، ۲/ ۳۵۵، مكتبة العصرية، بيروت)

یعنی، جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی امت کے اہل کبائر کی شفاعت فرمائیں گے۔

یہی اہلسنّت وجماعت کا مذہب ہے۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی نے جو یہ لکھا ہے کہ "جو شخص شفاعت کی صرف یہ صورت گڑھے کہ چور پر چوری تو ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں..... تو شفاعت کی یہ صورت گڑھنے والا مولوی اسماعیل دہلوی ہے۔ (دیکھئے "تقویۃ الایمان، ص ۷۰، جامعہ سلفیہ، بنارس)

نوٹ: عقیدہ (۲۹) میں کراماتِ اولیاء وکشفِ اولیاء کے ضمن میں جو یہ قول بیان ہوا کہ "شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور کشف کا دعویٰ کر لینے والے اس میں داخل ہیں" تو اس قول کے قائل بھی اسماعیل دہلوی ہیں۔ وہ "تقویۃ الایمان" میں لکھتے ہیں: شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور نجومی اور رمال اور جفار دیکھنے والے، نامہ نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں (شرک میں) داخل ہیں۔" (تقویۃ الایمان، ص ۱۱، جامعہ سلفیہ، بنارس) (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

ہیں۔ اوروں کے ان کے واسطے سے ملتے ہیں تو جو کہے "ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان" اور نادان وہ ناپاک گمراہ ہے اور گستاخ بدزبان۔(44)

---

(44) اللہ تبارک وتعالی اپنے "علم" کی شانِ ارفع بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: " وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ "(البقرۃ:۲/۲۵۵)

ترجمہ: اور وہ اس کے (اللہ تعالی کے) علم کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جتنا چاہے۔

اس آیت کے تحت "تفسیر خازن" میں یہ توضیح کی گئی ہے: إلا بماشاء يعنى أن يطلعهم عليه وهم الأنبياء والرسل ليكون ما يطلعهم عليه من علم غيبه دليلا بنبوتهم كماقال تعالى : فلا يظهر على غيبه احدا إلا من ارتضىٰ من رسول " (تفسیر خازن، ۱/ ۱۹٦، دارالكتب العلمية ،بیروت)

یعنی، اللہ تعالی اپنے علم غیب سے انبیاء و مرسلین کو مطلع فرماتا ہے تاکہ یہ علم غیب ان کی نبوت کے لئے دلیل ٹھہرے جیسا کہ (دوسرے مقام پر قرآنِ کریم میں) اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: "وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو۔"

قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے قول کی حکایت یوں بیان کی گئی ہے: " وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ "(آلِ عمران: ۳/ ۴۹)

یعنی، اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو۔

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "الطعام والشئی يدخرونه فی بيوتهم غيباً علّمه الله إياه.(تفسیر طبری، ۳/ ۲۷۸، دار الكتب العربی، بیروت)

یعنی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو اس طعام اور سامان کی خبر دیتے جو وہ اپنے گھروں میں کھاتے اور جمع کرتے تھے اور یہ خبر دینا "علمِ غیب" کے طور پر تھا جس سے اللہ تعالی نے آپ کو آگاہ فرمایا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا: " وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ "(الانعام:٦/ ۷۵)

=

=

ترجمہ: اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو زمین وآسمان کی بادشاہی۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے آسمانی عجائب منکشف فرمادیے، یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام نے عرش وکرسی اور جنت میں اپنا مکان دیکھ لیا۔(تفسیر خازن، ۲/ ۲۸، دار الکتب العلمیة، بیروت)

حضور سیّد الانبیاء والمرسلین کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے: " وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ "(النساء:٤/ ١١٣)

یعنی، اور اللہ نے بتادیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

"تفسیر خازن" میں اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے: یعنی من أحکام الشرع وأمور الدین وقیل: علمك من علم الغیب ما لم تکن تعلم.(تفسیر خازن، ۱/ ۴۲۹، دار الکتب العلمیة، بیروت)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے شریعت کے جملہ احکام اور تمام دینی اُمور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلادیئے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو علم غیب حضور نہیں جانتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس غیب کا علم حضور کو دے دیا۔

مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو علوم غیب عطا فرمائے ہیں۔

اسی لئے پیشوائے اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ عزّوجلّ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو بہت علوم غیب عطا فرمائے۔

شاہ عبد الحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں: جمیع علوم ارضی وسماوی وکمالات علمی وعملی بوساطتِ حضرات انبیاء (علیہم السلام) بہ خلق رسیدہ است۔(تکمیل الایمان فارسی، ص ۳۸، مطبع مجید، کانپور)

یعنی، زمین وآسمان کے جملہ علوم اور ہر طرح کے علمی وعملی محاسن وکمالاتِ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے توسط سے مخلوق تک پہنچتے ہیں۔ جب زمین وآسمان کے جملہ علوم اور ہر طرح کے علمی وعملی کمالات ومحاسن انبیائے کرام کے توسط سے مخلوق کو مل سکتے ہیں تو خود انبیاء ومرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم کو یہ چیزیں کیوں نہیں مل سکتیں؟ یقیناً مل سکتی ہیں اور مل بھی رہی ہیں۔(از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۳۲):جو شخص اس بنا پر کہ جمیع غیوبِ معلوماتِ الٰہیہ کو علمِ خلق محیط نہیں، علمِ غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ نہ مانے اور اس امر میں نبی وغیر نبی میں فرق نہ جانے اور کہے کہ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔(وہ) گمراہ، بددین ہے، منکر قرآنِ عظیم ہے۔

عقیدہ(۳۳): جو کہے کہ "اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور یعنی رسول اللہ ﷺ کی کیا تخصیص؟ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو یقیناً صریح گالی دیتا اور حضور کی توہین کرتا (ہے) اور (وہ) قطعاً کافر مرتد ہے اور دنیا و آخرت میں اللہ واحد قہار کی لعنتوں کا مستحق ہے۔

عقیدہ(۳۴): اہلسنّت کے نزدیک اللہ عزّوجل فعال لمایرید ہے۔ جو چاہے کرے اس پر کسی طرح اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اپنے نہ کسی فعل میں کسی سبب کی اسے حاجت، ہزاروں کو بے شفاعت محض اپنی رحمت سے بخشے گا تو جو شخص شفاعت کی یہ علّت گڑھے کہ "بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا (کہ) کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے، سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزّت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے اس کے معنٰی یہی ہیں" وہ جھوٹا کذّاب ہے اللہ و رسول پر افترا کرتا ہے۔ اللہ عزّوجلّ کو

اپنی مراد پوری کرنے میں سبب کا پابند ٹھہراتا ہے۔ حیلہ گر ظاہری جھوٹا نام کر کے کام نکالنے والا بتاتا ہے۔ غرض وہ گمراہ، بددین، معتزلی ہے۔

عقیـدہ (۳۵): اللہ عزّوجلّ نے آئین یہ باندھا ہے کہ "یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝" جسے چاہے بخشے گا اور جسے چاہے عذاب کرے گا، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو بے سبب محض اگر گنہگار کو بخش دے (تو) اس کے آئین پاک کے اصلاً خلاف نہیں، جس کی قدر اسے گھٹنے کا اندیشہ ہو تو جو علّت شفاعت میں کہے کہ آئین کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے وہ خبیث، معتزلی اور الٰہی آئین پر مفتری ہے۔[45]

---

(45) مولوی اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان" میں "شفاعت" کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) شفاعت بالوجاہت (۲) شفاعت بالمحبت (۳) شفاعت بالاذن۔

اسماعیل دہلوی نے شفاعت کی پہلی دونوں قسم یعنی شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت کا انکار کیا ہے اور آخری قسم شفاعت بالاذن کو انبیائے کرام و اولیائے عظام کے حق میں تسلیم کیا ہے۔ شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت سے انکار کا راست مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا کوئی بندہ محبوب اور وجیہ نہیں کہ وہ اس کی شفاعت قبول کر سکے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں صاف اعلان کیا: "وَکَانَ عِنۡدَ اللّٰہِ وَجِیۡہًا ؕ۝" (الاحزاب:۳۳/۶۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا: "وَجِیۡہًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ۝" (آل عمران:۳/۴۵)

=

عقیدہ (۳۶): شفاعت کے لئے ہمارے حضور پُر نور سیّد یوم النشور (قیامت کے دن کا سردار) علیہ افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ باذن اللہ تعالیٰ متعین ہیں۔ وہی فتح

=

ہمارے نبی جنابِ سیّد عالم ﷺ کی شانِ ارفع کا یہ عالم ہے کہ آپ کو "مجتبیٰ و مصطفیٰ رسول" بنا کر بھیجا گیا تو بھلا آپ کی شفاعت قبول کیوں نہیں ہوگی؟ شفاعت کے جائز اور حق ہونے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ عبد الحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں: آدمی کی دو قسم ہے: (۱) مومن (۲) کافر۔

پھر مومن کی دو قسم ہے ایک فرمانبردار اور دوسرا نافرمان۔ پھر عاصی یعنی نافرمان کی دو قسم ہے:

(۱) تائب: جس نے دنیا میں اپنے گناہوں سے توبہ کرلی ہو۔

(۲) غیر تائب۔ جس نے توبہ نہ کی ہو۔

کافر بالاتفاق ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ فرمانبردار مومن اور نافرمان مومن جس نے توبہ کرلی ہے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے، اس پر اہلسنّت کا اتفاق ہے اور جہاں تک نافرمان اور غیر تائب (توبہ نہ کرنے والا) کی بات ہے تو یہ امر "مشیت الٰہی" پر موقوف ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو گناہ کے مطابق اسے جہنم میں سزا دے اور اس کے بعد جہنم سے جنت میں بھیج دے اور اگر چاہے تو عذاب دیئے بغیر شفاعت سے یا بلا شفاعت جنت میں پہنچا دے۔

(تکمیل الایمان فارسی، ص ۳۶، ۳۷، مطبع مجیدی، کانپور)

غرض کہ خدائے قادر و قہار کی مشیت پر کسی کو روک ٹوک کا حق نہیں، وہ جو چاہے کرے گنہگاروں کو جنت دے تو یہ اس کا فضل ہے اور جہنم میں بھیجے تو یہ اس کا عدل ہے۔

اب مولوی اسماعیل کی علتِ شفاعت یہ گڑھنا کہ "آئین کا خیال کر کے بے سبب در گزر نہیں کرتا، کہیں لوگوں کے دلوں میں آئین کی قدر گھٹ نہ جائے" سراسر غلط ہے۔ وہ حاکم مطلق ہے، جو چاہے کرے۔

اسماعیل دہلوی کی اصل عبارت ملاحظہ کریں: تقویۃ الایمان، ص ۷۰، جماعہ سلفیہ بنارس۔

(از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

بابِ شفاعت فرمائیں گے۔ ان سے پہلے کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہوگی۔ "اعطیت الشفاعة "انہیں شفاعت عطا ہو چکی۔ "انا صاحب شفاعتھم ولا فخر" اوروں کی شفاعت کے بھی وہی مالک ہیں ﷺ۔ تو جو کہے "جس کو چاہے شفیع بنادے گا اس کے اختیار پر چھوڑ دے چاہے ہمارا شفیع کردے" وہ رسول اللہ ﷺ کے فضل خاص متقین کو ایک مشکوک و مشترک بات بتانا چاہتا ہے۔ ہاں! معاذ اللہ اس کی ساختی جھوٹی شفاعت واقع ہوتی تو ضرور اس کا یہ کہنا بھی ٹھیک ہوتا کہ اس کے نزدیک تو اللہ فقط اپنے آئین کا بھرم رکھنے کے لئے حیلہ ڈھونڈے گا کہ ظاہر میں کسی کا نام کرکے اپنے آئین کو آنچ سے بچائے۔ اس کے لئے کسی کی کیا خصوصیت، جسے چاہا دھوکے کی ٹٹی بنالیا۔

عقیدہ (۳۷): اہلسنّت کے نزدیک کفر کے سوا سب گناہ مشیتِ الٰہی پر ہیں۔ معاف کرے تو اس کا فضل، سزا دے تو اس کا عدل، شرک اصغر بھی انہیں میں داخل ہے تو جو کہے کہ "شرک بخشا نہ جائے گا اس کی سزا مقرر ملے گی پھر پرلے درجے کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور ورے درجے کے شرک میں ان کی سزا ضرور پائے گا اور باقی گناہ اللہ کی مرضی پر ہیں" وہ گمراہ، بددین، معتزلی، وعیدیہ ہے۔ (46)

(46) اللہ تبارک وتعالی نے قرآنِ مقدس میں اس کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالی کا وعدہ وعید بدل نہیں سکتی۔ جو شخص خبر الٰہی یا اس کے وعید کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

=

=

"بحر الرائق" اور "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے: و یکفر إذا...أنکر وعده أو وعیده.(البحر الرائق، ٥/ ٢٠٢، دار الکتب العلمية، بیروت)(فتاویٰ الهندية، ٢/ ٢٥٨)

شفاعت سے متعلق قرآن میں "وعدۂ الٰہی" یہ ہے: عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

یعنی، عنقریب تمہارا رب تمہیں "مقامِ محمود" سے سرفراز کرے گا۔

اور "مقامِ محمود" باتفاق مفسرین مقامِ شفاعت ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں گزرا۔

"أعطیتُ الشفاعةَ"(یہ حدیث بخاری شریف، کتاب التیمم ، حدیث ٣٣٥، ص ٨٢، دار الکتاب العربی، بیروت) میں ہے۔

ایک حدیث اس طرح ہے: خُیِّرتُ بین الشفاعة و بین أن یدخل نصف أمتي الجنة فاخترتُ الشفاعة. (صحیح إبن حبان، ١/ ٤٤٢، موسسة الرسالة، بیروت)

یعنی، مجھے اختیار دیا گیا کہ میں شفاعت کو لوں یا پھر میری آدھی امت جنت میں داخل ہو تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔

بخاری و مسلم کی حدیث ہے: لکل نبي دعوة یدعو بها و ختبأت دعوتي شفاعت لإمتي یوم القیامة. (مسلم شریف، کتاب الإیمان)(بخاری شریف، کتاب الدعوات)

یعنی، ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعا ہے جسے وہ کرتا ہے، میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچا رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: " اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ "(النساء: ٤/ ٤٨)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا، اس کے علاوہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔

"المعتقد المنتقد" میں ہے: کون جمیع المعاصي قابلة للعفو غیر الکفر. (المعتقد المنتقد، ص ٨٧، رضا اکیڈمی ، بمبئی)

یعنی، کفر و شرک کے علاوہ تمام گناہ قابلِ عفو ہیں۔

اگر گناہِ کبیرہ کا مرتکب بندہ توبہ کئے بغیر بھی مر جائے تو وہ قابلِ عفو ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ یا اپنے محبوب ﷺ کی شفاعت سے اسے بخش دے گا۔

=

عقیدہ(۳۸): کسی گناہ سے سزا اللہ عزّوجل کو ضرور نہیں۔ نہ اس کی سزا نہ دینے سے معاذاللہ بے غیرت ٹھہرے۔ کفر کی سزا ضرور دے گا کہ اس کی وعید بدل نہیں سکتی اور اگر وعید نہ فرماتا اور تمام کافروں کے کفر بھی یکسر معاف فرما دیتا تو ہرگز نہ اس کی بادشاہی میں قصور تھا نہ اس کی غیوری پر دھبا۔ تو جو پرلے اور ورے درجے ہر شرک کی سزا ضرور ملنے کو یوں سمجھائے کہ "جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دے اس کی بادشاہت میں قصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں۔ سو اس مالک الملک شہنشاہِ غیور سے ڈرا چاہیے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے اور ویسی غیرت، وہ مشرکوں سے کیونکر غفلت کرے گا اور کس طرح ان کو ان کی سزا دے گا" وہ اللہ عزّوجل کی جناب میں سخت گستاخ، بے ادب اور معتزلہ کا فضلہ خوار، مستحق ہزاراں غضب ہے۔

عقیدہ(۳۹): جب دجّال نکل چکے گا، سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نُزول فرمالیں گے، اسلام کا دَور دورہ ہولے گا، مدتوں بعد بالکل قریب قیامت وہ آئے گا کہ اب تمام روئے زمین پر نرے کافر رہ جائیں۔ اس وقت اللہ عزّوجل ایک ٹھنڈی خوشبو ہوا بھیجے گا کہ دنیا بھر سے مسلمانوں کو اُٹھالے گی، صرف کافر رہ جائیں گے۔ یہ اس

=

اسی "المعتقد" میں علامہ فضل رسول قادری بدایونی لکھتے ہیں: مذهب أهل السنة أن مرتكب الكبيرة ان مات بلا توبة قابل للعفو. (المعتقد المنتقد، ص ۸٦، رضا اکیڈمی، بمبئی)

یعنی، اہلسنّت وجماعت کا مذہب ہے کہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب اگر بلا توبہ مرجائے تو بھی مغفرت کے قابل اور عفو کے لائق ہے۔ (از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

وقت (یعنی قیامت کے قریب) کا واقعہ ہے۔ جو شخص مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے اس حدیث کو اپنے زمانۂ موجودہ پر جمائے اور کہے "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا" وہ تمام اُمتِ مرحومہ کو کافر بناتا ہے۔ اس پر کفریوں لازم ہے اور خود وہ اور اس کے پیرو سارے کے سارے اس کے اپنے اقرار سے کافر مرتد کہ آخر یہ بھی دنیا کے پردے سے الگ نہیں بستے۔ جب اس کے نزدیک اب تمام دنیا میں نرے کافر رہ گئے مسلمان کا نام نشاں نہیں تو یہ خود بھی اپنے ہی منہ سے یقیناً کافر اور اس کے تمام پیرو بھی۔(47)

(47) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہ نے یہاں "تقویۃ الایمان" کی عبارت کا نفسِ مفہوم بیان فرمایا ہے۔ اس لئے دونوں عبارتوں میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے۔

"تقویۃ الایمان" کی اصل پوری عبارت اس طرح ہے: اس آیت (إن الله لا يغفر ان يشرك به) سے معلوم ہوا کہ شرک نہ بخشا جاوے گا جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی۔ پھر اگر پرلے درجہ کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے تو اس کی سزا ایسی ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ نہ اس سے کبھی باہر نکلے نہ اس میں کبھی آرام پاوے گا اور جو اس سے ورے درجے کے شرک ہیں، ان کی سزا جو اللہ کے ہاں مقرر ہے، سو پاوے گا اور باقی جو گناہ ہیں، ان کی کچھ سزائیں اللہ کے ہاں مقرر ہیں، سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دیوے چاہے معاف کرے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۹، ادارہ بحوث اسلامیہ، جامعہ سلفیہ، بنارس)

اللہ تعالیٰ قربِ قیامت میں ایک ٹھنڈی خوشبودار ہوا بھیجے گا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے۔ دیکھئے (مسلم شریف، کتاب الفتن، حدیث ٤٤٩٠، دار الكتاب العربي، بيروت).

(از: محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

مولف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر
جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

العروة في الحج والعمرة

فتاویٰ حج وعمرہ

مولف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر
جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

توہینِ رسالت
اور اسلامی قوانین

تالیف

شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و حواشی
علامہ عبد اللہ فہیمی مدظلہ العالی

تحقیق و تخریج
مفتی ابو محمد اعجاز احمد مدظلہ العالی

تقدیم

حضرت علّامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء جامعۃ النور)

ناشر

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

شانِ الوہیت و تقدیسِ رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق و ادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنز الایمان

از

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے